مختصر سیرت نمبر

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ

ماہنامہ

فَیضانِ مَدِینَہ

(دعوتِ اسلامی)

ستمبر 2025ء / ربیع الاول 1447ھ

- 1500واں جشنِ ولادت: استقبال کی تیاریاں 4
- آمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قرآنی مقاصد 6
- انسان کی خوش بختی اور بدبختی 10
- شکرانہ نعمت کی اسلامی تعلیمات اور میلاد النبی 33
- تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت اور ہماری ذمہ داری 35
- تربیتِ اولاد کے مصطفوی اصول 60

1500واں جشنِ ولادت مبارک ہو

عافیت کی دعا

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعائے عافیت کو بہت اہمیت دی، نہ صرف خود یہ دعا بکثرت فرماتے بلکہ اُمّت کو بھی اس کی بہت زیادہ ترغیب ارشاد فرمایا کرتے تاکہ ظاہری و باطنی اور دنیاوی و اُخروی تکالیف و آزمائشوں سے بچا جائے۔

آیئے! 5 احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمایئے:

1 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صبح و شام یہ دعائیں ترک نہ فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡعَافِیَۃَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَۃَ فِیۡ دِیۡنِیۡ وَدُنۡیَایَ وَاَھۡلِیۡ وَمَالِیۡ

اَللّٰھُمَّ اسۡتُرۡ عَوۡرَتِیۡ

ترجمہ: اے میرے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عافیت طلب کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے درگزر اور اپنے دین و دنیا اور اہل و مال میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ! میرے پردے کی حفاظت فرما۔

(ابوداؤد، 4/414، حدیث:5074)

2 اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب گرج چمک کی آواز سنتے تو دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَقۡتُلۡنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھۡلِکۡنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبۡلَ ذٰلِکَ

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کرنا اور نہ ہمیں اپنے عذاب سے تباہ کرنا اور ہمیں اس سے پہلے عافیت عطا فرما دینا۔ (ترمذی، 5/280، حدیث:3461)

3 ایک موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبرِ رسول کے پاس کھڑے ہوئے اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یاد کرکے رونے لگے، پھر فرمایا: بے شک رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہجرت کے پہلے سال اسی جگہ ارشاد فرمایا: لوگو! اللہ پاک سے عافیت کا سوال کرو (یہ تین مرتبہ فرمایا) کیونکہ کسی کو ایمان کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں ملی۔

(سنن کبریٰ للنسائی، 6/221، حدیث:10720)

4 ایک شخص نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ ارشاد فرمایا: اپنے ربِّ کریم سے عافیت اور دنیا و آخرت کی بھلائی کا سوال کیا کرو۔ دوسرے دن بھی اس شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! سب سے افضل دعا کون سی ہے؟ آپ نے اسی دعا کا ارشاد فرمایا۔ تیسرے دن آکر پھر اس نے یہی سوال کیا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر تمہیں دنیا و آخرت میں عافیت مل جائے تو تم کامیاب ہوگئے۔

(ترمذی، 5/305، حدیث:3523)

5 رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بندہ اس سے افضل کوئی دعا نہیں مانگتا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡمُعَافَاۃَ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ (ابن ماجہ، 4/273، حدیث: 3851) یوں ہی ارشاد فرمایا: اللہ پاک کو زیادہ پسند ہے کہ اُس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔ (ترمذی، 5/306، حدیث:3526)

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ

رنگین شمارہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

ستمبر 2025ء / ربیع الاول 1447ھ

جلد: 9 شمارہ: 09

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر سراجُ الاُمّہ، کاشفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدنا **امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت** رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ **امام احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت **علامہ محمد الیاس عطار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

ہیڈ آف ڈیپارٹ	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
چیف ایڈیٹر	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شرعی مفتش	مفتی محمد انس رضا قادری
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

آراء و تجاویز کے لیے

+9221111252692 Ext:2660

WhatsApp: +923103330935

Email: mahnama@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net

- قیمت رنگین شمارہ: 200 روپے سادہ شمارہ: 100 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات رنگین شمارہ: 3500 روپے سادہ شمارہ: 2200 روپے
- ممبر شپ کارڈ (Membership Card) رنگین شمارہ: 2400 روپے سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3000 روپے سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لیے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

	1500واں جشنِ ولادت: استقبال کی تیاریاں	نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطاری	4
قرآن وحدیث	آمدِ مصطفےٰ ﷺ کے قرآنی مقاصد (قسط:01)	مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مدنی	6
	انسان کی خوش بختی اور بدبختی	مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی	10
فیضانِ سیرت	حضور اکرم ﷺ بحیثیت معلم	مولانا محمد آصف اقبال عطاری مدنی	13
	تبلیغِ دین میں رسول اللہ ﷺ کی حکمتِ عملیاں	مولانا ابوالنور راشد علی عطاری مدنی	17
	آخری نبی، محمد عربی ﷺ ایک عظیم نفسیات شناس (قسط:01)	مولانا شہزاد عنبر عطاری مدنی	20
	رسول اللہ ﷺ کا دیہاتیوں کے ساتھ اندازِ کرم نوازی	مولانا محمد ناصر جمال عطاری مدنی	23
مدنی مذاکرے کے سوال جواب	رسول کریم ﷺ کو نور اللہ کہنا کیسا؟ مع دیگر سوالات	امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری	25
دارالافتاء اہلِ سنّت	جبریلِ امین کتنی بار بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے؟ مع دیگر سوالات	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	27
مختلف مضامین	تعلیماتِ نبوی اور ازدواجی زندگی	بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ	29
	شکرانۂ نعمت کی اسلامی تعلیمات اور میلاد النبی	مولانا سید بہرام حسین عطاری مدنی	33
	تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت اور ہماری ذمہ داری	مولانا ابو محمد عطاری مدنی	35
تاجروں کے لیے	احکامِ تجارت	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	37
بزرگانِ دین کی سیرت	دِلوں پر دستِ شفقت کی برکتیں	مولانا اویس یامین عطاری مدنی	39
	صحابۂ کرام کے منظوم نذرانے	مولانا کاشف شہزاد عطاری مدنی	44
	اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے	مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی	47
قارئین کے صفحات	نئے لکھاری	فخر ایوب/ محمد عبد المبین عطّاری/ احمد رضا عطّاری	49
بچوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	اعلیٰ اخلاق کی تکمیل والے نبی ﷺ	مولانا محمد جاوید عطاری مدنی	54
	آنکھوں کے سامنے سے گزرے پر خبر نہ ہوئی	مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی	55
	کلاس روم (ختمِ نبوت)	مولانا حیدر علی مدنی	57
	بچوں کے اسلامی نام		59
	تربیتِ اولاد کے مصطفوی اصول	اُمِّ ہالہ عطاریہ مدنیہ	60
اسلامی بہنوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	چھوٹی بچیوں پر حضور ﷺ کی شفقتیں	بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ	63
	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	65

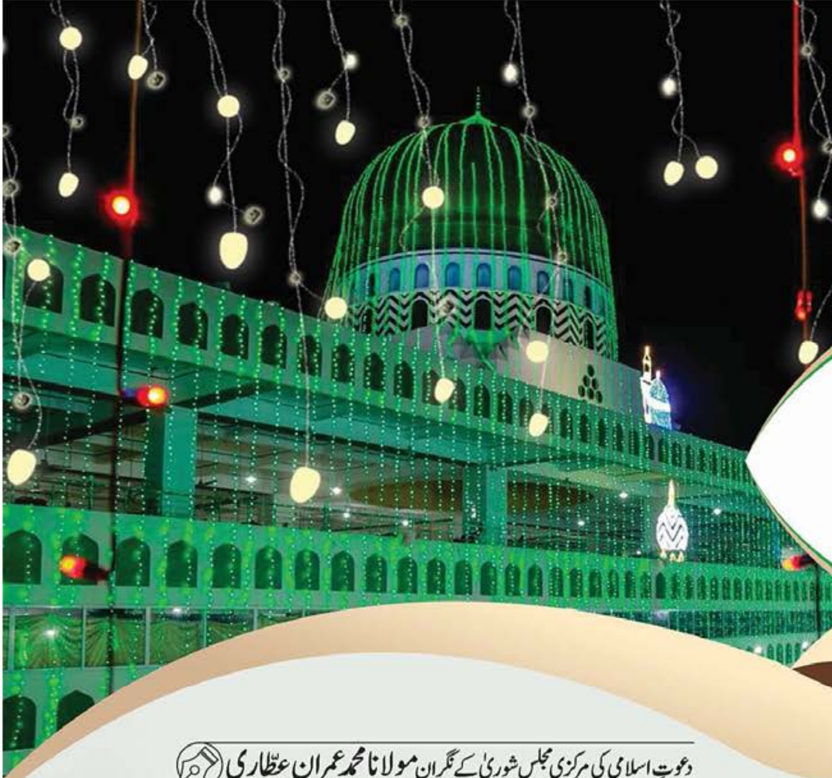

1500واں جشنِ ولادت
استقبال کی تیاریاں

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

عاشقانِ میلادِ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا جشنِ ولادت یوں توصدیوں سے عشق و محبت بھرے انداز سے مناتے چلے آرہے ہیں اور اِن شآءَ اللہ الکریم ”جب تک دم میں دم ہے“ یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا اور ہم گلی گلی، کوچہ کوچہ محبتِ رسول کی خوشبو بکھیرتے رہیں گے۔ مگر اس سال کا جشنِ ولادتِ مصطفٰے ایک خاص شان، انوکھے وقار اور تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس سال نبیِ مکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادتِ باسعادت کا 1500واں سال ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! دعوتِ اسلامی عاشقانِ رسول کی دینی تنظیم ہے جو ہر سال ہی بڑے جوش وجذبے کے ساتھ جشنِ ولادتِ مصطفٰے کی دھوم مچاتی ہے اور گلی محلوں، سڑکوں دکانوں اور عمارتوں کو سبز سبز پرچموں اور برقی قمقموں کے ساتھ دلہن کی طرح سجاتی ہے، جگہ جگہ اجتماعِ میلاد کا سلسلہ اور جلوسِ میلاد کی رونقیں ہوتی ہیں۔ یہ کوئی معمولی موقع نہیں، بلکہ عاشقانِ رسول کے لیے ایک عظیم الشان موقع ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے میلاد کی خوشیوں کو ایسی شان، محبت، اخلاص اور اجتماعیت کے ساتھ منائیں جو تاریخ میں ایک روشن باب بن جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اس عظیم موقع کی مناسبت سے دعوتِ اسلامی نے پورے عالمِ اسلام کو عشقِ رسول کی لڑی میں پرودینے کے لیے بھرپور تیاریوں کا آغاز کردیا ہے۔ ہماری نیت صرف یہ نہیں کہ ہم دنیا کو اجتماعِ میلاد اور جلوسِ میلاد کے مناظر دکھائیں، یا جھنڈوں، بینرز اور لائٹوں کی سجاوٹ سے متأثر کریں، بلکہ ہماری نیت یہ ہے کہ ہم آقائے کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنے عشق، جذبات اور محبت کا اظہار کریں، ربِ کریم کی رضا حاصل کریں، اور امت کے ہر فرد کو اس جشنِ ولادت سے جوڑدیں۔

اس بار مکتبۃ المدینہ سے جاری کردہ جشنِ ولادت کے بینرز پر ایک خوبصورت اضافہ کرنے کے لیے یہ عبارت لکھی جائے گی ”تمام مسلمانوں کو سب سے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا 1500واں جشنِ ولادت مبارک“ نیز امیرِ اہلِ سنت کے نئے

نوٹ: یہ مضمون 1500واں جشنِ ولادت منانے کی تیاریوں کے حوالے سے ہونے والی میٹنگ کے نکات سے مرتب کیا گیا ہے۔

شعر کا بھی بینر بنایا گیا ہے جس میں 1500 ویں جشن کا ذکر ہے۔

اَلحمدُ لِلّٰہ! اس حوالے سے دعوتِ اسلامی کے تمام ذمہ داران سے مشورہ ہوا جس میں یہ طے ہوا کہ سب ایک صف میں کھڑے ہو کر یہ نیت کریں کہ اس سال ہر ملک، ہر شہر، ہر محلہ، اور ہر گھر میں "1500 ویں جشنِ ولادت" کی خوب دھومیں مچانی ہیں، اِن شآءَ اللہ الکریم۔ نیز ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ مختلف اداروں، تنظیموں اور ایسوسی ایشنز، علاقوں کی انجمن اور میلاد کمیٹیوں سے رابطہ کریں، ان سے ملاقاتیں کریں اور اس تاریخی خوشی میں محافلِ میلاد کے انعقاد کی ترغیب دیں۔

اَلحمدُ لِلّٰہ! اللہ کریم کے فضل سے ہماری جتنی بھی مساجد اور ادارے ہیں، وہاں 1500 واں جشنِ ولادت شرعی تراکیب اور راہنمائی کے تحت منایا جائے تاکہ یہ سلسلہ باقاعدہ جاری رہے۔

اسی مناسبت سے اس سال "فیضانِ میلاد" کے نام سے 1500 نئی مساجد کے سنگِ بنیاد رکھے جائیں، جگہ جگہ جلوسِ میلاد نکالے جائیں، دفاتر، فیکٹریوں، شورومز، اداروں، گھروں اور اسکولوں میں محافلِ میلاد کا انعقاد کیا جائے۔

اس سال کا جشنِ ولادت اپنی انفرادیت، وسعت اور روحانی اثرات کے لحاظ سے یادگار ہونا چاہیے۔ ہر مسجد چراغاں سے منور ہو، ہر چوراہا درود و سلام کی صداؤں سے گونجے، اور ہر دل سے ولادتِ مصطفےٰ کے انوار سے روشن اور جگمگ جگمگ کر رہا ہو۔ آپ کے اندر خوشی، مسرت اور جوش و جذبے کی ایک ایسی لہر ہونی چاہیے جو واضح طور پر جھلکتی ہو۔ اگر پچھلے سال آپ کے اندر جذبہ موجود تھا، تو اس سال اُس میں 1500 گنا اضافہ نظر آنا چاہیے۔

یومِ رضا، 25 صفر المظفر عاشقانِ رسول کا دن ہے، یومِ رضا کے اجتماعات میں 1500 ویں جشنِ ولادت کی ایسی دھوم مچائیں کہ سماں بندھ جائے! اس اجتماع میں باقاعدہ اعلانات کیے جائیں کہ ہمارا جلوسِ میلاد کہاں سے نکلے گا، محفلِ میلاد کہاں منعقد ہو گی اور دیگر تمام پروگرامز کی تفصیلات کیا ہوں گی۔

نعت خواں حضرات بھی محافلِ میلاد میں "1500 ویں جشنِ ولادت" کا ذکر کریں۔

سوشل میڈیا پر بینرز اور پوسٹرز شیئر کیے جائیں اور ہر طرف 1500 ویں جشنِ ولادت کی دھوم مچ جائے کہ آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا میلاد آیا ہے، اور اس بار وہ میلاد ہے جسے دنیا بھر کے عاشق 1500 ویں جشنِ ولادت کے طور پر منا رہے ہیں۔

ہم نے ہر علاقے، ہر زون، ہر شہر کو یہ ذمہ داری دی ہے کہ وہ اپنے تعلیمی ادارے، گلیاں، عمارتیں، مارکیٹس، اسکول، کالجز، یونیورسٹیز سب جھنڈوں اور لائٹوں سے جگمگانی چاہئیں۔

بیرونِ ملک یوکے، امریکہ، افریقہ، انڈونیشیا، ترکی، بنگلہ دیش، یورپ حتّٰی کہ جہاں جہاں مسلمان بستے ہیں وہاں عاشقانِ رسول کے مدارس، جامعات اور اہلِ سنّت کے مراکز، مساجد کے امام، اداروں کے سربراہان، بچوں کے اسکول، خواتین کے اجتماعات، اسپیشل پرسنز ہر جگہ اور ہر ہر فرد کو جشنِ ولادت منانے کی ترغیب دلائی جائے تاکہ کوئی طبقہ ان برکتوں سے محروم نہ رہ جائے۔

پیارے اسلامی بھائیو! پوری دنیا میں نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے 1500 ویں جشنِ ولادت کی تیاری کسی ایک فرد کا کام نہیں بلکہ ہم سب نے مل کر اس کی تیاری کرنی ہے۔ آیئے! اس 1500 ویں جشنِ میلاد کو ایسی شان سے منائیں کہ دنیا کہے: "یہ ہیں آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دیوانے!"

اللہ پاک ہم سب کو اخلاص، استقامت اور محبتِ رسول کے ساتھ اس عظیم مشن کو مکمل کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِین بِجاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

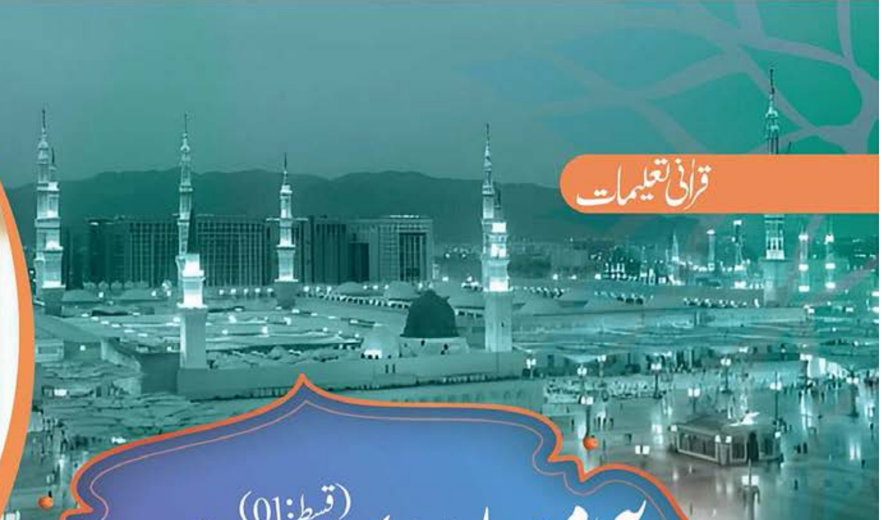

آمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قرآنی مقاصد (قسط: 01)

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی*

انبیائے کرام کی بعثت درحقیقت انسانیت کے لیے ربّانی رحمت ہے جو جہالت کے اندھیروں، ظلم کی گرفت، شرک کی گمراہی اور اخلاقی زوال سے نجات کا ذریعہ بنی۔ انبیائے کرام علیہم السلام اپنی امتوں کو اللہ وَحدہٗ لاشریک کے دَر پر جھکنے کی تعلیم دیتے رہے اور گمراہی سے بچاتے رہے، ہدایت و رہنمائی کے نبوی سلسلے کا اختتام حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر ہوا، آپ دونوں جہاں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے، آپ کی بعثت نہ صرف عرب بلکہ تمام عالمِ انسانیت کے لیے ایک انقلابی رحمت تھی۔ قراٰنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت کے متعدد واضح اور جامع مقاصد بیان فرمائے، جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے ہدایت کا روشن مینار ہیں۔

انسانیت کو اللہ کی طرف بلانا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت، عبادت اور بندگی کے لیے پیدا کیا۔ تاہم انسان کی فطری کمزوری، خواہشاتِ نفس اور خارجی اثرات کی بنا پر لوگ بارہا اللہ کی بندگی سے ہٹتے رہے۔ چنانچہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے انبیا کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ انسانوں کو ربّ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیں، انہیں شرک و گمراہی سے نکال کر توحید و ہدایت کی طرف لائیں۔ حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد کا بھی یہ ایک اہم مقصد ہے۔

قراٰن مجید میں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس مقصدِ بعثت کو یوں بیان فرمایا گیا: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ(۴۵) وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا(۴۶)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔[1]

ان آیات میں رسول اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جن صفات کے ساتھ متعارف کروایا گیا، ان میں سے ایک وصف "داعیًا الی اللہ" یعنی "اللہ کی طرف بلانے والا" ہے۔ اور یہ دعوت ایسی دعوت ہے جو اللہ کے اذن اور حکم سے ہے، نہ کہ کسی ذاتی مفاد، سیاسی نظریے یا قومی تعصب کی بنیاد پر۔ اسی دعوت کی وضاحت رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے اس ارشاد میں کی جو قراٰن ہی نے نقل کیا: ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ﱘ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْؕ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: تم فرماؤ یہ

* ایم فِل اسکالر، فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔[2]

قراٰن کریم نے اس دعوت کی فضیلت کو بھی بیان فرمایا ہے: ﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے۔[3]

قراٰنِ کریم اور حکمت کی تعلیم

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت کا ایک مرکزی مقصد قراٰن مجید نے بار بار بیان کیا ہے، اور وہ ہے: کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم دینا۔ یعنی انسانیت کو وحیِ الٰہی کی روشنی میں علم عطا کرنا، انہیں فکری گمراہیوں، جاہلانہ رسوم، باطل عقائد اور یہود و نصاریٰ کی تحریف شدہ تعلیمات سے نکال کر ایسی تعلیم دینا جو اللہ کی طرف سے ہو، جامع ہو، واضح ہو، اور انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کو سنوارنے والی ہو۔

قراٰن مجید کی متعدد آیات میں یہ مقصد نہایت وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ سورۃ الجمعۃ میں فرمایا گیا: ﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۗ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔[4]

سورۃ البقرۃ کی آیت 129 پڑھتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صورت میں اہلِ عرب بلکہ سارے جہان کو جو نعمت ملی ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی دعا کا ثمر ہے، اور آپ کی دعا میں یہ بھی شامل تھا کہ نبیِ آخر الزماں لوگوں کو کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم دیں چنانچہ سورۃ البقرہ میں ہے: ﴿رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْؕ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔[5]

اور پھر اسی دعا کی قبولیت سورۃ اٰلِ عمران آیت 164 میں مذکور ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(۱۶۴)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔[6]

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حکمِ الٰہی کے مطابق قراٰن کی تعلیم دی اور دانائی و حکمت سکھائی، بلکہ حکمت کی اہمیت کو "اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ"[7] فرما کر ہر مسلمان کے لیے اجاگر فرمایا۔

یہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیم و تربیت اور حکمت و دانائی ہی تھی کہ مسلمان چند ہی سالوں میں اسلام کا پیغام لے کر 22 لاکھ مربع میل سے بھی آگے پہنچ گئے۔

یہ تعلیم صرف الفاظ کی ادائیگی یا کتاب خوانی نہ تھی بلکہ ایک جامع فکری، روحانی اور عملی تربیت تھی۔ جسے مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃُ اللہ علیہ نے نفس کی قوتِ عملیہ و علمیہ کی تکمیل سے تعبیر فرمایا ہے۔[8] رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قراٰن کی تعلیم کو دلوں میں راسخ کیا اور اس پر عمل کا شعور پیدا کیا، اور امت کے لیے ایک زندہ مثال بن کر خود اس تعلیم کا عملی نمونہ بنے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" یعنی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اخلاق قراٰن تھا۔[9]

تعلیمِ قراٰن و حکمت کو صرف اپنی ذات سے ہی وابستہ نہ رکھا بلکہ امت کو قراٰن کریم سکھانے اور آگے پہنچانے کی ترغیب

دلائی، ذہن سازی فرمائی یہاں تک کہ امت نے قراٰنِ کریم کی حکمت بھری تعلیمات کو ہزاروں تفاسیر کی صورت میں عام کیا۔

تزکیۂ نفس و اخلاقی تربیت

انسانی وجود صرف جسم و عقل کا مجموعہ نہیں، بلکہ اس میں ایک باطن بھی ہے۔ جسے روح، قلب، نفس سے تعبیر کیا جاتا ہے، اگر یہ باطن پاک ہو تو انسان خیر، عدل، اخلاص اور انسانیت کی راہ پر گامزن ہوتا ہے؛ اور اگر یہ باطن فاسد ہو جائے تو انسان خواہ کتنی بھی عقل یا طاقت رکھتا ہو، وہ فساد، ظلم اور خود پرستی کی دلدل میں گرتا چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی بعثت کا ایک بنیادی ہدف تزکیہ یعنی انسان کے نفس اور روح کو پاک کرنا، اس کے اخلاق کو سنوارنا اور اسے طہارتِ باطن سے روشناس کرانا تھا۔ بعینہٖ یہی مقصد رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت کا بھی ایک مستقل اور نمایاں پہلو ہے۔

قراٰنِ مجید میں متعدد مقامات پر "تزکیہ" کو نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت کے مقصد کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے، سورۃ البقرۃ کی آیت 151 میں فرمایا: ﴿كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَ یُزَكِّیْكُمْ وَ یُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ(۱۵۱)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: جیسے ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔(10)

یہاں "یُزَكِّیْكُمْ" یعنی "تمہیں پاک کرتا ہے" کو "تلاوت" اور "تعلیم" کے درمیان الگ اور مستقل طور پر ذکر کیا گیا، جو اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

اسی مفہوم کو سورۃ الجمعۃ، سورۃ اٰل عمران، اور سورۃ البقرۃ میں بھی بتایا گیا ہے۔ ان سب آیات سے واضح ہوتا ہے کہ بعثتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صرف علمی پہلو نہیں بلکہ روحانی اصلاح اور اخلاقی تربیت بھی اس مشن کا بنیادی رکن ہے۔

تزکیہ کا مفہوم قراٰن کی روشنی میں وسیع ہے۔ اس میں ایمان کی تقویت، شرک سے نجات، دل کی صفائی، نیت کی اصلاح، اعمال میں خلوص، زبان کی پاکیزگی، نظر کی حیا، نفس کی تہذیب، اور اخلاقِ حسنہ کی تربیت شامل ہے۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی اس تزکیے کا جیتا جاگتا نمونہ تھی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ(11) مجھے تو اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔ یہ حدیث تزکیہ کی جامع ترین تعبیر ہے، جس میں اخلاقی تطہیر، معاشرتی اصلاح، باطنی صفائی اور اعلیٰ کردار کو نبوت کا مقصد قرار دیا گیا۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت ابھرتی ہے کہ آپ نے بدترین اخلاق میں مبتلا افراد کو بہترین انسانوں میں تبدیل کر دیا۔ جو لوگ جھوٹ، شراب، زنا، جہالت، ظلم، انتقام، تعصب اور مال پرستی میں ڈوبے ہوئے تھے، وہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صحبت و تعلیم سے سچائی، حیاء، عفت، عدل، تقویٰ، رواداری اور سخاوت کی علامت بن گئے۔

آج کے دورِ مادیت میں جب تعلیم تو ہے مگر تربیت نہیں، معلومات تو ہیں مگر اخلاق ناپید، ترقی تو ہے مگر روحانی سکون عنقا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ نبوی تزکیہ کے اصولوں کو انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی نظام تک نافذ کریں، تاکہ انسانیت فتنوں سے نکل کر طہارت، محبت، امن، اور نور کی طرف لوٹے۔

فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی

آمدِ سرورِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک اہم اور بنیادی مقصد تبلیغِ پیغامِ الٰہی ہے۔ یعنی جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوا، اسے پوری دیانت، وضاحت اور استقامت کے ساتھ، بغیر کسی خوف، لالچ یا مصلحت کے لوگوں تک پہنچا دینا ہے۔

قراٰن مجید میں اس فریضہ کو بڑی عظمت کے ساتھ بیان کیا

گیا ہے۔ سورۃ المآئدۃ کی آیت 67 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَؕ-وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗؕ-وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِؕ-اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ(۶۷) ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اے رسول پہنچادو جو کچھ اُترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔[12]

تبلیغ کوئی عام عمل نہیں بلکہ منصبِ رسالت کا عین جوہر ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو محض کتاب لینے والا یا حاملِ وحی نہیں بنایا گیا، بلکہ اس وحی کو لوگوں تک پہنچانے والا، اور وہ بھی بلاخوف و بلاکمزوری، بنایا گیا۔

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پوری سیرت اس آیت کی عملی تفسیر ہے۔ مکہ کی گھٹن، طائف کی سنگباری، بدر و اُحد کی خونریزی، منافقین کی سازشیں، یہود کی عیاری، مشرکین کی دشمنی، اور قریش کا شدید ردِّ عمل، ان سب کے باوجود آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تبلیغ کا فریضہ جاری رکھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تنہائی میں بھی تبلیغ کی، مجمع میں بھی، حج کے میدانوں میں بھی، بازاروں میں بھی، اور کفار کے سرداروں، قبائلی وفود، بادشاہوں، اور عام لوگوں تک بھی۔ تبلیغ کی وسعت اور جامعیت کا یہ عالَم تھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ صرف قریش اور اہلِ مکہ کو، بلکہ روم و فارس کے سلاطین کو خطوط لکھ کر اسلام کی دعوت دی۔

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس منصب اور مقصدِ بعثت کو کئی آیات میں بیان فرمایا گیا ہے، سورۃ النحل کی آیت 82 میں فرمایا: ﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ(۸۲) ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اے محبوب تم پر نہیں مگر صاف پہنچا دینا۔[13]

اور سورۃ النّٰزِعٰت میں ہے: ﴿ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَاؕ(۴۵) ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: تم تو فقط اُسے ڈرانے والے ہو جو اس سے ڈرے۔

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس ذمہ داری کو اس کمال کے ساتھ ادا فرمایا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لاکھوں صحابہ کے مجمع میں فرمایا: "هَلْ بَلَّغْتُ؟" کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا؟ تو سب نے جواب دیا: "نعم" جی ہاں۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ" اے اللہ! تو گواہ رہ۔[14]

تبلیغ کی اس ذمہ داری میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی استقامت اور اخلاص کا یہ عالم تھا کہ قرآن نے فرمایا: ﴿ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ(۳) ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے اُن کے غم میں کہ وہ ایمان نہیں لائے۔[15]

الحمدُ لِلّٰہ ہم نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سچے امتی اور پیروکار ہیں تو ہمیں بھی اپنی استعداد، علم، کردار اور ذرائع کے مطابق پیغامِ الٰہی کو واضح، حکیمانہ اور مؤثر انداز میں دوسروں تک پہنچانا ہوگا۔ یہی بعثت کی تکمیل ہے، یہی نبوی امانت کا حق ہے، اور یہی قیامت کے دن ہماری نجات کی بنیاد بن سکتا ہے۔

---

(1) پ22، الاحزاب: 46،45 (2) پ13، یوسف: 108 (3) پ24، حٰمٓ السجدۃ: 33 (4) پ28، الجمعۃ: 2 (5) پ1، البقرۃ: 129 (6) پ3، اٰلِ عمرٰن: 164 (7) ترمذی، 4/314، حدیث: 2696 (8) تفسیر خزائن العرفان، پ4، اٰل عمرٰن، تحت الآیۃ: 164 (9) مسند احمد، 9/512، حدیث: 25357 (11) پ2، البقرۃ: 151 (11) سنن الکبریٰ للبیہقی، 10/323، حدیث: 20782 (12) پ6، المآئدۃ: 67 (13) پ14، النحل: 82 (14) مسلم، ص712، حدیث: 4386 (15) پ19، الشعراء: 3۔

Q & A جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ جولائی 2025ء کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ محمد ناصر (ملتان)، اُمِّ فاطمہ (کراچی)، بنتِ غلام شبیر (کمالیہ)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

درست جوابات 1 حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ 2 25 حج

درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام ❁ بنتِ سخاوت (خانیوال) ❁ بنتِ منظور احمد عطّاریہ (صادق آباد) ❁ محمد شبیر عطّاری (پاکپتن) ❁ بنتِ اسد عطّاری (ٹیکسلا) ❁ رجب علی (فیصل آباد) ❁ امجد رضا (ساہیوال) ❁ بنتِ معین الدین (بہاولپور) ❁ محمد سلمان عطّاری (لاہور) ❁ بنتِ اکبر علی (سکھر) ❁ محمد شہریار عطّاری (کاموکی) ❁ بنتِ منور علی عطّاریہ (شہداد پور) ❁ محمد جاوید عطّاری (ٹنڈوالہیار) ❁ بنتِ محمد اکرم (ڈیرہ غازی خان)۔

انسان کی خوش بختی اور بد بختی

(Good fortune and misfortune)

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مَدَنی*

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللهُ لَهُ، وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللهِ، وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللهُ لَهُ

ترجمہ: انسان کی سعادت (خوش بختی) میں سے ہے کہ اللہ نے اس کے لیے جو فیصلہ کیا ہے وہ اس پر راضی ہو جائے اور انسان کی شقاوت (بد بختی) میں سے ہے کہ وہ اللہ پاک سے استخارہ (خیر مانگنا) چھوڑ دے اور اپنے بارے میں اللہ پاک کے فیصلے پر ناراض ہو۔ (1)

اس حدیثِ رسول میں سعادت و شقاوت کا معیار بیان کیا گیا ہے۔ سعید و خوش بخت ہے وہ شخص جو اللہ کے فیصلے پر اپنے سر کو جھکا لے، دل میں شکوہ و شکایت کو جگہ نہ دے اور شقی و بد بخت وہ ہے جو اللہ کے فیصلے کو تسلیم کرنے کے بجائے ناراض ہو کر شکوہ شکایت پر اتر آئے۔ اسی طرح اللہ پاک سے استخارہ (یعنی بھلائی طلب) نہ کرنے والا بھی شقاوت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خیال رہے کہ مصیبتوں کو دور کرنے کے لیے تدبیریں کرنا برا نہیں لیکن تدبیر کرنے کے بعد بھی اس کا نتیجہ اللہ کریم کے حوالے کر دینا چاہیے کہ وہ جو چاہے اس کے بارے میں فیصلہ فرمائے۔

سعادت و شقاوت کا پتا کیسے چلتا ہے؟

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: سعادت، شقاوت ایک غیبی چیز ہے مگر ان دونوں کی علامات ہیں۔ جو بندہ اللہ پاک کی رضا پر راضی، اس کی قضا پر سر جھکائے رہے سمجھ لو کہ اِن شآءَ اللہ یہ سعید (خوش نصیب) ہے، اس کا خاتمہ اچھا ہونے والا ہے، اس کے برعکس ہو تو علامت بد بختی کی ہے۔ (2)

سعادت کی علامت قرار دینے کا سبب

اللہ پاک کے فیصلے پر راضی رہنے کو بندے کی سعادت کی علامت اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ 1 وہ عبادت کے لیے یکسو ہو جائے کیونکہ اگر بندہ قضا پر راضی نہ ہو تو ہمیشہ غم زدہ اور دل میں فکر مند رہتا ہے، اور یہ سوچتا رہتا ہے: ایسا کیوں ہوا؟ ویسا کیوں نہ ہوا؟ 2 وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا نشانہ نہ بنے؛ کیونکہ بندے کی ناراضی یہ ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے کے سوا کسی اور بات کا ذکر کرے اور کہے: یہی بات زیادہ بہتر اور موزوں تھی، حالانکہ اس بات کے نفع یا نقصان کا یقین بھی نہیں ہوتا۔ (3)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: وَاِنَّ اللهَ اِذَا اَحَبَّ

* استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَضِیَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ
ترجمہ: اللہ پاک جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے توجو اس کی قضا پر راضی ہو اس کیلئے رضا ہے اور جو ناراض ہو اس کے لیے ناراضی ہے۔[4]

اگر ہم غور کریں تو انسان کے پاس رضا بالقضاء (تقدیر پر راضی ہونے) کے علاوہ چارہ ہی کیا ہے؟ اس لیے کہ ہمارے ناراض ہونے سے وہ فیصلہ بدل نہیں سکتا جو ہمارے بارے میں ہو چکا تھا، ناراضی سے غم دور نہیں ہو سکتا بلکہ اس ناراضی سے غم کی شدت اور تکلیف میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور انسان کے دل میں آئے گا "ہم نے یہ کیوں نہ کر لیا، فلاں تدبیر کیوں نہ اختیار کرلی۔" رضا بالقضاء میں درحقیقت انسان کی تسلی کا سامان ہے۔

کاش اور اگر سے بچیں

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: طاقتور مومن، کمزور مومن کی نسبت اللہ کے نزدیک بہتر اور زیادہ محبوب ہے، اگرچہ بھلائی دونوں میں ہے۔ تم اس چیز میں رغبت کرو جو تمہیں فائدہ دے، اور اللہ سے مدد مانگو، کمزور مت بنو۔ اگر کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہو: کاش! میں یوں کرتا تو ایسا ہو جاتا۔ بلکہ یوں کہو: یہ اللہ کی تقدیر ہے، وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ کیونکہ "اگر" کا لفظ شیطان کے لیے دروازہ کھول دیتا ہے۔[5]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں کسی انگارے کو زبان سے چاٹوں اور وہ جلادے جو جلادے اور باقی رہنے دے جو باقی رہنے دے، یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ جو کام ہو چکا اس کے بارے میں کہوں: کاش نہ ہوتا یا نہ ہونے والے کام کے بارے میں کہوں: کاش ہو جاتا۔[6]

بہر حال ہمیں اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنا چاہیے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے لیے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں؟ مگر وہ علیم و خبیر جانتا ہے، دوسرے پارے میں ارشاد ہوتا ہے:
﴿وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ-وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ-وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۠(۲۱۶)﴾
ترجَمۂ کنز الایمان: اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔[7]

کئی سال پہلے ایک فیملی میں کسی کو ہارٹ اٹیک آیا، ڈاکٹروں نے بائی پاس آپریشن تجویز کیا لیکن فیملی رقم کا انتظام نہ کر سکی اور کچھ ہی عرصے میں مریض دنیا سے چل بسا۔ ان کی بیوہ کی زبان سے نکلا کہ کاش ان کا آپریشن ہو جاتا اور یہ بچ جاتے۔ اس کے چند مہینوں بعد دوسرے بھائی کو بھی دل کا اٹیک آیا، ڈاکٹروں نے ان کے لیے بھی بائی پاس تجویز کیا، پہلے بھائی کے معاملے کو دیکھتے ہوئے کسی نہ کسی طرح رقم جمع کی گئی اور ان کا آپریشن کروایا گیا لیکن آپریشن کامیاب نہ ہو سکا اور وہ بھی انتقال کر گئے، ان کی بیوہ یہ کہتی پائی گئی کہ کاش میں ان کا آپریشن نہ کرواتی شاید یہ بچ جاتے۔ اللہ پاک دونوں بھائیوں کی مغفرت فرمائے، بہر حال ہوتا وہی ہے جو اللہ کا فیصلہ ہوتا ہے اور انسان سوچتا رہ جاتا ہے۔

پیکرِ تسلیم و رضا

ہماری تو حیثیت ہی کیا ہے! بات بات پر ٹینشن، بے چینی اور بے قراری کا شکار ہو کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ کائنات کی سب سے عظیم ہستی حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی کو دیکھا جائے تو کیسے کیسے کٹھن اور مشکل ترین حالات میں تسلیم و رضا کے پیکر بن کر ہمیں اپنی پیروی

کی دعوت دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ پیدائش سے پہلے والدِ محترم اور بچپن میں پیاری ماں کی دنیا سے رخصتی، مشرکینِ مکہ سے سازشوں میں رکاوٹ بننے والے چچا اور ہمدرد و غم گسار زوجہ کی جدائی، دعوتِ اسلام دیتے وقت قریبی رشتہ دار کا آوازیں کسنا، بغض و کینہ سے بھری ہوئی عورت کا راہوں میں کانٹے بچھانا، کفارِ مکہ کی نازیبا حرکتیں، داخل اسلام ہونے والے سعادت مندوں پر جسمانی تشدد ہونا، سفر طائف میں اوباشوں کا سنگ باری کر کے آپ کو زخمی کرنا، شعب ابی طالب میں محصور رہنا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو شہید کرنے کی سازشیں ہونا، بیٹیوں کے معاملات میں ستایا جانا، پیارے آبائی شہر مکہ پاک کو چھوڑ کر ہجرت کرنا، لشکرِ کفار کا وہاں بھی پیچھا کر کے شجرِ اسلام کی آبیاری کو روکنے کی مذموم کوششیں کرنا، منافقوں کی مکارانہ چالیں، دودھ پیتے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا چھوٹی سی عمر میں وصال ہو جانا اور ایسے بہت سے مشکل حالات کا سامنا رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قضائے الٰہی پر راضی رہ کر کیا۔ اللہ پاک ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

استخارہ اس حدیث پاک میں استخارہ کا بھی ذکر ہوا یعنی ابنِ آدم کی سعادت (خوش بختی) میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ کرے، پھر اللہ کے فیصلے پر دل سے راضی ہو جائے۔ جب بندہ اللہ سے استخارہ کرتا ہے، تو جو فیصلہ ہوتا ہے، اس پر راضی ہو جاتا ہے اور دل سے موافقت اختیار کرتا ہے اور جو استخارہ ترک کر دیتا ہے، جب اس پر اللہ کی تقدیر واقع ہوتی ہے اور وہ اس پر ناراض ہوتا ہے، تو وہ بدبختی میں پڑ جاتا ہے۔[8] بعض اہلِ علم نے یہ بھی کہا کہ کامل تسلیم ورضا، استخارہ سے بھی بہتر ہے، کیونکہ استخارہ میں بندے کی طرف سے ایک قسم کی طلب، ارادہ اور فیصلہ موجود ہوتا ہے۔ استخارہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے تمام معاملات میں اللہ سے خیر طلب کرے، بلکہ اسے یقین ہو کہ وہ خود نہیں جانتا کہ اس کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا؟[9]

استخارہ کی تعلیم دیا کرتے

حضرتِ سیّدُنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہم کو تمام اُمور میں استخارہ تعلیم فرماتے جیسے قراٰن کی سُورت تعلیم فرماتے تھے۔[10]

مُفَسِّرِ شَہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں: اِستخارہ کے معنی ہیں خیر مانگنا یا کسی سے بھلائی کا مشورہ کرنا، چونکہ اس دُعا و نماز میں بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے گویا مشورہ کرتا ہے کہ فلاں کام کروں یا نہ کروں اسی لیے اسے اِستخارہ کہتے ہیں۔[11]

استخارہ کے دو طریقے استخارہ کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ انسان اہم دینی یا دنیوی معاملے میں لوگوں سے مشورہ کر لینے کے بعد، استخارہ کی دعا کرے، کم از کم یہ کہے: اے اللہ! میرے لیے خیر کا انتخاب فرما، اور مجھے میرے حال پر نہ چھوڑ۔

اور کامل طریقہ یہ ہے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے، پھر حدیث میں وارد مشہور دعا مانگے، تفصیل کے لیے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”بدشگونی“ صفحہ 44 تا 53 پڑھ لیجئے۔

---

(1) ترمذی، 4/60، حدیث: 2158 (2) دیکھئے: مراٰۃ المناجیح، 7/118 (3) مرقاۃ، 9/166، تحت الحدیث: 5303 (4) ترمذی، 4/178، حدیث: 2404 (5) مسلم، ص1098، حدیث: 6774 (6) الزھد لابن المبارک، ص31، رقم: 122 (7) پ2، البقرۃ: 216 (8) التیسیر شرح جامع صغیر، 2/382 (9) مرقاۃ المفاتیح، 9/166، تحت الحدیث: 5303 (10) بخاری، 1/393، حدیث: 1162 (11) مراٰۃ المناجیح، 2/301۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بحیثیت معلم

(بعثت مبارکہ کا عظیم مقصد علم کو عام کرنا)

مولانا محمد آصف اقبال عطاری مدنی*

جہالت کے اندھیروں سے بھری اس دنیا میں علم و آگہی کی شمعیں جلانے، طالبانِ حق کو معرفت و حقیقت کے جام پلانے اور بھٹکتی انسانیت کو اپنے خالق کا پتا بتانے کے لیے رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم معلمِ کائنات بن کر تشریف لائے، آپ کی تشریف آوری کا ایک عظیم مقصد علم کی روشنی پھیلانا بھی تھا، قراٰن و سنت میں اِس مقصدِ بعثت کی صراحت موجود ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(۱۶۴)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: بیشک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا جب ان میں ایک رسول مَبعوث فرمایا جو انہی میں سے ہے۔ وہ ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔[1]

پہلی وحی کا آغاز بھی پڑھائی کی اہمیت کو خوب واضح کرتا ہے: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ(۱) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ(۲) اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ(۳) الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ(۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ(۵)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔[2]

اسی طرح کثیر احادیثِ کریمہ حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا معلم و استاد ہونا بیان کرتی ہیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے ایک حجرۂ مبارکہ سے باہر آئے، پھر مسجد شریف میں داخل ہوئے، وہاں دو حلقے ملاحظہ فرمائے، ایک حلقے والے قراٰنِ پاک پڑھ رہے تھے اور اللہ پاک سے دعا کر رہے تھے جبکہ دوسرے حلقے والے علم سیکھ اور سکھا رہے تھے، یہ دیکھ کر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: كُلٌّ عَلَى خَيْرٍ، هَؤُلَاءِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَيَدْعُونَ اللهَ، فَإِنْ شَاءَ أَعْطَاهُمْ، وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ، وَهَؤُلَاءِ يَتَعَلَّمُونَ وَيُعَلِّمُونَ، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی یہ دونوں حلقے بھلائی پر ہیں، یہ والے قراٰن پاک پڑھتے اور اللہ پاک سے دعا کر رہے ہیں، پس اگر اللہ پاک چاہے تو انہیں عطا

* رکنِ مجلس اسلامک ریسرچ سنٹر المدینۃ العلمیہ، کراچی

فرمائے اور چاہے تو منع کردے اور یہ دوسرے والے علم سیکھنے سکھانے میں مصروف ہیں اور میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ یہ فرما کر سیکھنے سکھانے والوں کے ساتھ بیٹھ گئے۔(3)

معیاری علم کون سا ہے؟

واضح رہے کہ علم کی اہمیت مُسَلَّم ہے مگر معیاری اور غیر معیاری علم کون سا ہے؟ اس کا تعین ہر ایک اپنے ذوق، ضرورت اور فہم و فراست کے حساب سے کرتا ہے مگر معلمِ کائنات حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معیاری علم اُسے قرار دیا جو "نفع بخش" ہو، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعا ہے: ہم ایسے علم سے اللہ پاک کی پناہ مانگتے ہیں جو نفع نہ دے۔(4) لہٰذا جس بھی علم کو نفع بخش ہونے کے معیار پر جانچا جائے گا وہ نقصان و ہلاکت خیزی سے لازماً محفوظ رہے گا۔ قابلیت (Skills) بڑھانے کی موجودہ ڈگر میں اگر ہر شخص نیت کی درستی کے ساتھ اِس معیاری علم کو اپنالے تو مفاد پرستی کا خاتمہ ہو گا اور معاشرہ نیک سیرت و ہمدرد افراد سے بھر جائے گا۔ معیاری علم سکھانے، پڑھانے اور سمجھانے میں حضور جانِ رحمت، معلمِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تعلیمی اصول، تربیت و درس کے انداز و طریقے بھی بڑے شاندار و لاجواب اور قابلِ تحسین و لائقِ اتباع ہیں، ذیل میں ہم بعض کو بیان کرتے ہیں۔

علم سکھانے کے مقصد کی لگن

مقصد میں کامیابی کے لیے اُس کی لگن و چاہت بڑا کردار ادا کرتی ہے، استقامت بجائے خود ایک کرامت ہے، استقلال و ہمت کامیابی کی بنیادی سیڑھی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حکمِ الٰہی کے مطابق اپنے مقصد کے حصول، تعلیماتِ الٰہی سے افراد کو روشناس کروانے میں ہمہ وقت مصروف رہتے، کبھی پیچھے نہ ہٹے۔ دین و دنیا کے علوم سکھانے کے عظیم مقصد میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی لگن بڑی مثالی تھی، بڑی سے بڑی مشکل بھی راہ میں حائل نہ ہو سکی۔ واقعہ طائف ہو، شعب ابی طالب میں محصوری ہو، ظلم و ستم کی آندھیاں ہوں یا مشرکین کی مال و دولت کی پیشکش ہو کوئی شے بھی معلمِ انسانیت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سَدِّ راہ نہ ہو سکی۔

جاں سوزی اور دردمندی

میر کاروان کے لیے نگاہ کی بلندی، سخن کی دلنوازی کے ساتھ ساتھ جان کی پر سوزی و دردمندی انتہائی اہم ہے، حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی قوم کو گمراہی سے نکالنے، انہیں راہِ حق پر چلانے اور ان کی تعلیم و تربیت کے لیے شب و روز دل گداز کیفیت میں گزارتے رہے۔ اِس کو سمجھنے کے لیے یہ حدیث شریف ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ چنانچہ حضور رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی اور جب اُس آگ نے اِرد گرد کی جگہ کو روشن کر دیا تو اس میں پتنگے اور حشراتُ الارض گرنے لگے، وہ شخص ان کو آگ میں گرنے سے روکتا ہے اور وہ اس پر غالب آکر آگ میں دَھڑا دَھڑ گر رہے ہیں، پس یہ میری مثال اور تمہاری مثال ہے، میں تمہاری کمر پکڑ کر تمہیں جہنّم میں جانے سے روک رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ جہنّم کے پاس سے ہٹ جاؤ! جہنّم کے پاس سے ہٹ جاؤ! اور تم لوگ میری بات نہ مان کر (پتنگوں کے آگ میں گرنے کی طرح) جہنّم میں گرے چلے جارہے ہو۔(5)

بات سمجھانے کی کامل مہارت

دوسروں کو سکھانے کے لیے یہ مہارت بے حد ضروری ہے کہ سکھانے والا بات سمجھانے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو اور تفہیم کے جملہ تقاضوں سے آگاہ ہو۔ اس تعلق سے حضور نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شخصیت میں مہارت بدرجہ کمال موجود تھی، اول سے آخر تک آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی گفتگو نہایت صاف ہوتی، جامع گفتگو فرماتے یعنی الفاظ کم مگر پر تاثیر ہوتے، آپ کو جوامع الکلم کی خصوصیت عطا کی گئی تھی یعنی آپ کثیر مفہوم و معانی کو چند لفظوں میں سمجھادیتے۔

حضرت اُمِّ مَعْبد رضی اللہ عنہا جنہوں نے بڑے شاندار طریقے

سے حسن وجمالِ مصطفٰی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو بیان کیا ہے، وہ فرماتی ہیں: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم شیریں کلام اور واضح بیان تھے، نہ کم گو تھے اور نہ زیادہ گو تھے اور گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرو دیے گئے ہوں۔ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے کلمات میں فصاحت وبلاغت واضح تھی، آپ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، اگر کوئی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے الفاظ شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔ (6)

افہام وتفہیم میں نرم رویہ

تعلیم وتربیت میں نرم رویہ تیر بہدف کا کام کرتا ہے، کیونکہ نرمی فلاح وکامیابی کی ضمانت فراہم کرتی ہے، سختی سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو پاتے جو نرمی کے ساتھ سمجھانے سے حاصل ہوتے ہیں۔ رحمتِ کونین صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم انتہائی نرم دل تھے، سوائے محارمِ الٰہیہ وحدودِ شرع کے سختی نہیں فرماتے، پیار سے سمجھاتے، ڈانٹ ڈَپَٹ نہ کرتے، مجسمِ رافت ورحمت تھے۔

اللہ پاک قراٰنِ کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ(۱۵۹)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ (7)

حضورِ اکرم، ہادیِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے تعلیم دینے کا ایسا عملی انداز عطا فرمایا ہے کہ جس میں نہ ڈانٹ ڈَپَٹ ہے اور نہ ہی جھڑکیاں اور مار دھاڑ ہے۔ شواہد کے طور پر کثیر احادیثِ مبارکہ پیش کی جاتی ہے، سرِ دست ایک روایت ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ

حضرت مُعاویہ بن حکم سُلمی رضی اللہُ عنہ نماز ادا فرما رہے تھے، دورانِ نماز کسی کو چھینک آگئی، حضرت معاویہ بن حکم نے "یَرْحَمُکَ اللہ" کہا تو اِرد گرد موجود نمازیوں کو تشویش ہوئی اور اپنے انداز سے آپ کو اس چیز کا احساس دِلا دیا، نماز سے فراغت کے بعد معلمِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے آپ کو اپنے پاس بلایا۔ اِس موقع پر آپ فرماتے ہیں: میں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بڑھ کر سکھانے والا نہیں دیکھا، اللہ پاک کی قسم! نہ تو آپ نے مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ ڈانٹا بلکہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: بے شک اِس نماز میں لوگوں کی بات قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے، نماز تو تسبیح وتکبیر اور قراءتِ قراٰن کا نام ہے۔ (8)

مخاطب کی ذہنی صلاحیت اور احوال کا خیال

سکھانے کے عمل میں مخاطب کی ذہنی صلاحیت اور ذاتی احوال کا خیال رکھنا بھی بہتر نتائج فراہم کرتا ہے، لوگ مختلف خیالات اور طبیعتوں کے حامل ہوتے ہیں، معلم کو اس کا دھیان رکھنا ناگزیر ہے، کتبِ احادیث وسیرت بتاتی ہیں کہ تعلیم وتدریس اور تفہیم وترغیب اور سوالات کے جوابات دینے میں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم مخاطب کی ذہنی صلاحیت اور مزاج کا پورا لحاظ رکھتے، سامنے والے کی وسعتِ ظرفی اور عملی حیثیت دیکھ کر بات کرتے۔ بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کی سوچ سمجھ کے مطابق معاملہ فرماتے اور یہی وجہ ہے کہ معلمِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے سائلین ومخاطبین کی عملی کیفیات کو دیکھتے ہوئے مختلف مواقع پر مختلف چیزوں کو افضل بتایا، جس میں جو کمی محسوس کی اُسے حکمت کے ساتھ اُسی بات کی ترغیب ارشاد فرمائی۔ کسی کو فرمایا افضل عمل ذکر ہے، کبھی بتایا افضل شے رات کی نماز ہے، کسی کے لیے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا افضل ارشاد ہوا اور کسی کو نماز کا افضل ہونا بتایا۔

ماتحتوں پر انفرادی توجہ

تعلیم وتربیت میں اپنے ماتحتوں، شاگردوں اور مریدوں کو

انفرادی توجہ دینے کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابہ کرام کو نام لے کر بلاتے، کبھی محبت والا نام رکھتے جیسے حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کو حمیرا اور عائش وغیرہ کہنا، کسی کو ابو تراب، ابو ہریرہ وغیرہ کے القابات و کنیتوں سے نوازا، بعض افراد کی انفرادی خصوصیت کا اعتراف کیا، ان کی تحسین فرمائی اور ان کے فضائل بیان کیے۔ یہ ایسے امور ہیں جو سکھانے اور سیکھنے والے کے درمیان اپنائیت کو جنم دیتے ہیں۔ یوں ہی حضور نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنائیت و تعلق کی مضبوطی اور تعلیم و تعلم کے عمل کو تام کرنے کے لیے کبھی کبھی حضرات صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان سے شائستہ انداز میں مزاح بھی فرماتے، فرحت وانبساط پیدا کرنے کے لیے پُر لطف جملے کہتے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: یَا ذَا الْاُذُنَیْنِ یعنی اے دو کانوں والے۔(9) نیز آپ ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ پاک صاحبِ لولاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے ساتھ بڑے پیار سے اور گھل مل کر رہتے تھے حتی کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے: یَا اَبَا عُمَیْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ اے ابو عمیر! تمہارے بلبل کو کیا ہوا۔(10)

قول و فعل میں مطابقت

قول و فعل کا تضاد بڑے بڑوں کو لائقِ اتباع نہیں رہنے دیتا، سیکھنے والے بھی اُسے اپنے قلوب واذہان میں جگہ نہیں دیتے اور ایسے معلم کی بات میں تاثیر نہیں رہتی۔ لہٰذا معلم واستاد کو باعمل وباکردار ہونا چاہیے، اس کے افعال اس کے اقوال کی تصدیق کریں۔ اس معاملے میں بھی حضور معلمِ انسانیت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شخصیت بے داغ ہے، آپ کے قول و فعل کی یکسانیت و یگانگت کی گواہی دشمن بھی صادق وامین کہہ کر دیتے تھے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پوری زندگی میں قول و فعل میں تضاد کی ایک بھی مثال نہیں ملتی لہٰذا استاد کو اپنی بات اور عمل میں تضاد سے ہمیشہ بچنا چاہیے۔

آسانی پہنچانا، مشکل سے بچانا

حضور نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا یعنی آسانی پیدا کرو، تنگی نہ کرو، خوشخبری دو، نفرت پیدا نہ کرو۔(11) ایک روایت میں ”وَسَكِّنُوْا“ کے الفاظ ہیں یعنی سکون پہنچاؤ۔ اساتذہ کو چاہیے کہ طلبہ پر آسانی کریں، تنگی نہ کریں، ایسا کام نہ کریں کہ وہ آپ سے بدظن و متنفر ہوں۔ حضور معلمِ انسانیت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سیکھنے والوں پر آسانی کے لیے مختلف طریقے اپناتے، اپنی گفتگو میں مثالیں دیتے، نقشوں سے سمجھاتے، واقعات سناتے اور کبھی پہیلی نما سوال بھی پوچھتے وغیرہ وغیرہ۔

رحمتِ دوعالم، معلمِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ طیبہ انسانیت کے لیے ایسا مینارِ نور ہے جو ہر دور کی تاریکیوں میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہے گا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تعلیم کو محض زبان و بیان کا فن نہیں بلکہ تزکیۂ نفس، اصلاحِ قلب و روح، اور تعمیرِ کردار کا ذریعہ بنایا۔ آپ کا ہر قول، ہر فعل، ہر اندازِ تربیت ایک ایسا درِ حکمت ہے جس سے صدیاں مستفید ہوتی رہی ہیں اور تا قیامت ہوتی رہیں گی۔ آج جب کہ دنیا جدید تعلیم و مہارت کی دوڑ میں مصروف ہے، ہمیں معلمِ اعظم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات کی روشنی میں ایک ایسا تعلیمی ماحول تشکیل دینا ہوگا جہاں علم کے ساتھ حلم، فہم کے ساتھ رحم، اور ہنر کے ساتھ خیر خواہی کو بھی جگہ دی جائے۔ ہمیں چاہیئے کہ تعلیم و تربیت کے ہر مرحلے پر اسوۂ رسول کو معیار بنائیں۔ معلمِ کائنات صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات اگر ہمارے نظامِ تعلیم کی روح بن جائیں تو یقیناً یہ معاشرہ علم و عرفان کا گلزار اور انسانیت کا عکاس بن جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

---

(1) پ4، اٰل عمرٰن:164 (2) پ30، العلق:1 تا5 (3) ابن ماجہ، 1/150، حدیث:229 (4) مسلم، ص1118، حدیث:6906 (5) مسلم، ص965، حدیث:5957 (6) بخاری، 2/491، حدیث:3567 (7) پ4، اٰل عمرٰن:159 (8) مسلم، ص215، حدیث:1199 مختصراً (9) ابو داؤد، 4/390، حدیث:5001 (10) بخاری، 4/155، حدیث:6203 ملخصاً (11) بخاری، 1/42، حدیث:69۔

تبلیغِ دین میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حکمتِ عملیاں
(Strategic Methods of Propagation)

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مَدَنی*

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے مختلف حکیمانہ طریقوں، تدابیر اور تربیتی اسالیب کو اختیار فرمایا تاکہ لوگ بغیر زور زبردستی کے، عقل، فہم اور دل کی گہرائی سے دینِ حق کو قبول کریں۔

تبلیغِ دین کا عمل اسلام کی روح ہے اور نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ طیبہ اس فریضے کی تکمیل کا کامل نمونہ ہے۔ دین کی دعوت ایک ایسا فن ہے جس میں حکمت، بصیرت، صبر، تدریج اور حالات کی رعایت بنیادی عناصر ہیں۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مختلف مراحل میں مختلف حکمت عملیاں اپنائیں جو دعوتِ دین کو مؤثر، پائیدار اور ہمہ گیر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعوتِ اسلام کا آغاز اللہ کریم کے حکم و تعلیم کے مطابق خاموشی سے، محدود افراد میں کیا، پھر آہستہ آہستہ اعلانِ عام کی طرف بڑھے۔ اس حکمتِ عملی سے لوگ ذہنی طور پر تیار ہوتے گئے اور مخالفت کے لیے وقت ملا۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہر شخص کی عقل، علم اور حالات کے مطابق اندازِ گفتگو اختیار فرماتے تھے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اسلوب نہایت نرم، شفیق اور خوش گفتار تھا، جو مخالف کو بھی قائل کر دیتا تھا۔ قراٰنِ کریم نے بھی آپ کے اس وصف پر تعریف فرمائی: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے۔(1) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تبلیغ صرف باتوں سے نہیں کی، بلکہ اپنے عمل، دیانت، سچائی، حلم اور وفاداری سے لوگوں کو متأثر کیا، یہی وجہ تھی کہ آپ مخالفین میں بھی صادق و امین مشہور تھے اور اسی شہرت نے نبوت کے اعلان کو کچھ حد تک آسان بنایا۔ تبلیغ کے دوران طعن و تشنیع، ظلم و ستم، بائیکاٹ اور طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا ہوا لیکن آپ نے سب کچھ برداشت کیا اور دعوت سے پیچھے نہ ہٹے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دعوتِ دین کے لیے مناسب موقع سے فائدہ اٹھاتے، حج، میلوں، قبائل کے وفود، بازار الغرض ہر جگہ موقع بہ موقع اسلام کی دعوت دیتے، انہی مواقع میں مدینہ کے اوس و خزرج قبائل سے بیعت لی، جسے بیعت عقبہ اولیٰ و ثانیہ کہتے ہیں، جو درحقیقت ہجرت اور مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کی بنیاد تھی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غیر مسلم بادشاہوں، سرداروں کو

* ایم فِل اسکالر، فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

خطوط لکھے اور ان کے پاس صحابہ کو بھیجا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعوت کے لیے مثالیں، قصے، سوال جواب، خاموشی، تجنب، تبسم، ہر قسم کے انداز کو موقع محل کے لحاظ سے استعمال کیا۔ تبلیغ میں ترتیب سے کام لیا پہلے اللہ کی وحدانیت اور آخرت پر ایمان کی دعوت، پھر نماز، اخلاق، معاشرت وغیرہ کی تعلیم۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دلائل اور حکمت کے ساتھ دعوت دیتے، کسی پر زور زبردستی نہ کرتے۔ الغرض رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تبلیغِ دین کے لیے جو بھی انداز اور حکمت عملیاں اختیار فرمائیں ان کے گہرے اور بروقت اثرات مرتب ہوئے۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ حکمتِ عملیاں نہ صرف اُس وقت مؤثر تھیں بلکہ آج کے دور میں بھی مبلغینِ اسلام کے لیے بہترین راہنما اصول فراہم کرتی ہیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ کے مطالعہ سے آپ کی جو تبلیغی حکمتِ عملیاں اور مبلغانہ اوصاف عیاں ہوتے ہیں ان کی ایک طویل فہرست ہے، البتہ ذیل میں چند تبلیغی حکمتِ عملیاں مختصراً ملاحظہ کیجیے:

تدریج یعنی مرحلہ وار دعوت؛ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حکیمانہ تبلیغی حکمتِ عملی

تبلیغ دین کے لیے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تدریج یعنی مرحلہ وار دعوت کو اپنایا۔ یہ حکمت عملی انسانی نفسیات، معاشرتی ساخت اور ذہنی تربیت کو سامنے رکھتے ہوئے نہایت موزوں اور مؤثر ثابت ہوئی۔ تدریج کا مقصد مخاطب کو شدت یا سختی کے بجائے نرمی، وقت اور ترتیب سے اس حق کی طرف لانا ہے جو اس کے قلب و عمل کو مکمل طور پر بدل دے۔

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعوت کا آغاز توحید، رسالت اور آخرت جیسے بنیادی عقائد سے کیا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا حکم بعد میں نازل ہوا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ کے 13 سال عقائد کی اصلاح اور اخلاقی تربیت پر صرف کیے گئے۔ اسی طرح شراب کی حرمت اور نماز و جہاد کی فرضیت بھی تدریجاً ہوئی، نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی احکام بھی تدریجاً سکھائے۔ جیسے سود، یتیموں کے حقوق، وراثت کے قوانین وغیرہ سب تدریجاً نازل ہوئے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی بھی مخاطبین کو بیک وقت تمام احکام اور ذمہ داریاں نہیں سنائیں بلکہ ان کی عقل و ظرف کے مطابق آہستہ آہستہ دعوت دی، تاکہ دلائل ہضم ہوں، مزاج قبول کرے اور طبیعت آمادہ ہوجائے۔ یہ تدریجی انداز نہ صرف تعلیم وتربیت کے باب میں اہم ہے بلکہ یہ دین کی رحمت اور سہولت پسندی کا بھی اظہار ہے۔

تدریج کی حکمتِ عملی آج کے دَور میں بھی انتہائی مؤثر ہے۔ جب ایک غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دی جائے یا ایک مسلمان کو دینی عمل کی طرف بلایا جائے تو فوری اور مکمل تبدیلی کی توقع، اکثر ردِ عمل پیدا کرتی ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ ۞ پہلے اس کے دل میں اللہ کی محبت اور خوف پیدا کیا جائے۔ ۞ پھر آہستہ آہستہ فرائض کی اہمیت بتائی جائے۔ ۞ کسی غلط عادت (جیسے نشہ، جھوٹ، بددیانتی) سے چھٹکارے کے لیے نفسیاتی اور عملی مدد فراہم کی جائے۔ ۞ بچوں، نوعمروں اور نئے مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی تدریجی تربیت مؤثر ہوتی ہے۔

کردار کی پاکیزگی اور عملی نمونہ

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تبلیغی حکمت عملیوں میں جو امر سب سے زیادہ دلوں کو مسخر کرتا ہے، وہ آپ کا بے داغ، شفاف اور ہر عیب سے پاک کردار ہے۔ تبلیغ دین کا اصل مؤثر ذریعہ قول کے بجائے عمل اور کردار ہوتا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی عملی زندگی میں جس بے مثالی اخلاق اور کردار کا مظاہرہ فرمایا، وہ خود ایک زندہ و جاوید دعوت تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زبان سے نکلنے والا ہر حرف لوگوں کے دل پر اثر کرتا، کیونکہ اس کے پیچھے وہ کردار کھڑا ہوتا تھا جس پر نہ صرف مکہ کے سردار بلکہ آپ کے بدترین مخالفین بھی انگلی نہ اٹھا سکے۔

قرآنِ مجید نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کردار کی عظمت کو ان الفاظ میں سراہا: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ(۴)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور بیشک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔[2] یہ آیت اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بلند ترین اخلاق پر پیدا فرمایا تاکہ آپ کی سیرت اور کردار بذاتِ خود اسلام کی دعوت کا ذریعہ بنیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی ترغیب دی: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ ترجمہ کنز الایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔[3]

سیرتِ طیبہ میں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے کردار کی پاکیزگی کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔ نبوت سے پہلے قریش نے آپ کو ”الصادق“ (سچے) اور ”الامین“ (امانت دار) کا لقب دیا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سچائی اور دیانتداری زمانۂ جاہلیت میں بھی مسلّم الثبوت تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا نے جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے نکاح کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ فطری نیکی، سچائی، دیانت اور حسنِ سلوک کے پیکر ہیں۔ پہلی وحی کے بعد جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گھر تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا نے آپ کے کردار ہی کو تسلی کی بنیاد بنایا، جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے: ”فَوَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا، فَوَاللّٰہِ اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ، وَتَحْمِلُ الْکَلَّ“ (اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، آپ کمزور کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔[4]

مکی دور میں جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے توحید کا پیغام دیا تو کفارِ مکہ نے اس کی سخت مخالفت کی، مگر آپ کے کردار پر کبھی اعتراض نہ کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جبل صفا پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے، تو کیا تم میری بات مانو گے؟“ تو سب نے بیک زبان کہا: ”ہاں، ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں پایا۔“[5] یہ کردار ہی تھا جس نے انکار کرنے والے دلوں کو بھی سچائی کا قائل کیا، خواہ وہ مانیں یا نہ مانیں۔

عملی زندگی میں کردار کی پاکیزگی کی تطبیق اس وقت انتہائی ضروری ہے، جب ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت قول و فعل کے تضاد کا شکار ہے۔ دین کی دعوت دینے والے، اگر خود بددیانتی، بداخلاقی، یا دنیا پرستی میں مبتلا ہوں، تو ان کی دعوت کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مگر جو داعی اپنے کردار سے سچائی، دیانت، عفو، انصاف، حلم اور صبر کا مظاہرہ کرتا ہے، وہ بغیر بولے لوگوں کو متاثر کر دیتا ہے۔

کردار کی پاکیزگی صرف انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی اصلاح کا ذریعہ ہے۔ نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس حکمتِ عملی کے ذریعے ایک بگڑے ہوئے معاشرے کو اخلاقی انقلاب سے گزارا۔ یہی حکمتِ عملی آج کے داعیانِ اسلام کے لیے روشنی کا مینار ہے۔ اگر ہم اپنی دعوت کو مؤثر بنانا چاہتے ہیں تو کردار کی پاکیزگی کو اپنی ترجیحِ اول بنانا ہوگا۔

ہمارے مبلغین کو چاہیے کہ وہ **اخلاص، عدل، نرمی، برداشت، سچائی** اور خدمت خلق جیسے اوصاف کو خود میں پیدا کریں تاکہ اُن کی بات دلوں پر اثر کرے۔

والدین، اساتذہ اور راہنما اگر بچوں اور نوجوانوں کو سیرت کے اسوہ کے ساتھ عملی زندگی میں بھی حسن اخلاق، نماز، صداقت، دیانت داری کا عملی نمونہ پیش کریں، تو ان کی دعوت زیادہ مؤثر ہوگی۔

قول و فعل کے تضاد سے دعوت بے اثر ہو جاتی ہے۔ طلبہ، بچے یا سامعین جب داعی کو خود دیانت، سچائی، صبر، عفو، انفاق اور خدمت خلق پر عمل کرتے دیکھتے ہیں، تو وہ متاثر ہوتے ہیں، اور لاشعوری طور پر اس عمل کو اپنانے لگتے ہیں۔

بقیہ اگلے شمارے میں

(1) پ4، آلِ عمرٰن:159 (2) پ29، القلم:4 (3) پ21، الاحزاب:21 (4) بخاری، 3/ 384، حدیث:4953 (5) بخاری، 3/ 294، حدیث:4770۔

جون 2025ء میں امیر اہل سنّت کی جانب سے جاری کیے گئے پیغامات کی رپورٹ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت برکاتُہمُ العالیہ نے جون 2025ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ ”پیغاماتِ عطّاؔر“ کے ذریعے تقریباً 2511 پیغامات جاری فرمائے جن میں 476 تعزیت کے، 1915 عیادت کے جبکہ 120 دیگر پیغامات تھے۔ ان پیغامات میں امیرِ اہلِ سنّت نے بیماروں کی صحت یابی کے لیے دعائیں فرمائیں جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مرحومین کے لیے مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعائیں کیں۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (جون 2025ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت برکاتُہمُ العالیہ اور آپ کے خلیفہ حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی دامت برکاتُہمُ العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے/ سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے/ سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔ جون 2025ء میں دیے گئے 4 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی پڑھیے: (1) 30 روحانی علاج: 11 لاکھ، 7 ہزار 684 (2) بغیر حج کیے حج کا ثواب: 18 لاکھ، 29 ہزار 136 (3) باپ کی عظمت وشان: 19 لاکھ، 74 ہزار 380 (4) تفسیر نور العرفان سے 105 مدنی پھول (قسط5): 21 لاکھ، 46 ہزار 820۔

آخری نبی
محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (قسط:01)
ایک عظیم نفسیات شناس

مولانا شہزاد عنبر عطّاری مَدَنی*

سائیکالوجی کی تاریخ اتنی ہی پُرانی ہے، جتنا خُود انسان، البتہ سب سے پہلے اسے باقاعدہ بطورِ عِلْم یونان کے مشہور فلاسفر ارسطو نے متعارف کروایا۔ اسے ہی سائیکالوجی کا پہلا بانی کہا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہزاروں علوم کی طرح سائیکالوجی بھی انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے دریائے عِلْم میں سے ایک قطرہ ہے۔ انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے دُنیا میں آنے کا بنیادی مقصد ہی رُوح، نفس، ذات اور معاشرے کی اِصْلاح ہے، انبیائے کرام علیہمُ السّلام نے جس حُسْن و خوبی سے لوگوں کے دِل و دِماغ، رُوح اور نفس کی اِصْلاح فرمائی اور اس کے جتنے دَیرپا اَثرات معاشرے پر ثبت فرمائے ہیں، ایسے نتائج لوگوں کی سائیکالوجیکل حالت سمجھے بغیر ممکن ہی نہیں۔ آخری نبی، حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ہم گروہِ انبیاء کو حکم دیا گیا کہ ہم لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کریں۔[1] (غور فرمایئے! سامنے والے کی سائیکالوجیکل حالت جانے بغیر اس کی عقل کے مطابق بات کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟)

پہلے نبیوں پر نازِل ہونے والے صحیفوں کی ایسی عبارات بھی ہمیں ملتی ہیں جو جدید سائیکالوجی کے لئے بہترین راہنما کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مثلاً Self Enhancement & Management کے لیے یہ نایاب اقتباس (Quotation) دیکھئے! حضرت وہب بن منبہ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: عقلمند کو چاہیے کہ 4 گھڑیوں سے کبھی غافِل نہ ہو (یعنی اپنی ڈیلی روٹین میں یہ چار گھڑیاں لازمی شامِل کرے):

1 سَاعَةٍ يُنَاجِي فِيهَا رَبَّه یعنی وہ گھڑی کہ اس میں اپنے ربّ سے مناجات کرے 2 وَسَاعَةٍ يُحَاسِبُ فِيهَا نَفْسَه یعنی وہ گھڑی کہ اس میں خود کا جائزہ لے 3 وَسَاعَةٍ يَخْلُو فِيهَا مَعَ اِخْوَانِهِ الَّذِينَ يُخْبِرُونَهُ بِعُيُوبِهِ یعنی ایک گھڑی وہ کہ اس میں دوستوں کے پاس بیٹھے تاکہ وہ اسے اس کے عیب بتائیں 4 وَسَاعَةٍ يَخْلُو فِيهَا بَيْنَ نَفْسِهِ وَبَيْنَ لَذَّاتِهَا فِيمَا يَحِلُّ یعنی چوتھی گھڑی وہ کہ اس میں صِرْف خود کو وقت دے، اپنے نفس کی جائز خواہشات پوری کرے۔[2]

اَلحمدُ لِلّٰہ! ہمارے پیارے نبی، حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نبیوں کے سردار ہیں، اللہ پاک نے آپ کو اگلوں پچھلوں کے عُلُوم عطا فرمائے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دیگر عُلُوم کی طرح عِلْمِ نفسیات کے بھی صِرْف ماہر ہی نہیں بلکہ ہادِی و راہنما ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے اور بعد کے مُعَاشرے کا سائیکالوجیکل مطالعہ کیجئے! کس طرح آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک مردہ قوم کو زِندہ کر دیا، کیسے ذات پات میں بٹے ہوؤں کو اُخُوّت و بھائی چارے کے رشتے میں باندھ دیا، وہی لوگ کہ جن کے غضبناک جذبات کا نتیجہ سالہا سال کی جنگوں کی شکل میں نکلتا تھا، انہیں عدل و اِنْصاف کا پیکر بنایا، وہ جن کا مقصد صِرْف کمانا، کھانا اور لڑنا تھا، انہیں عالمگیر مقصد (Vision Universal)

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ بیانات دعوتِ اسلامی، المدینۃ العلمیہ فیصل آباد

عطا فرما دیا۔

وہ دانائے سُبُل، خَتمِ رُسُل، مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

وضاحت: یعنی وہ حق کی راہیں جاننے والے، سب کے آقا، آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جنہوں نے ذرّوں کو وادیِ سیْنا جیسی بلندی عطا فرمادی۔

یقیناً یہ انقلاب، معاشرے کی یہ نئی تشکیل، رُوح کی تازگی، انسان کی تعمیرِ نَو لوگوں کی نفسیات سے واقفیت اور اس کی رعایت کے بغیر بظاہر ممکن نہیں ہے۔ بے شک ہمارے پیارے نبی، حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دوسروں کی نفسیات پہچاننے میں انتہائی ماہر اور جدید سائیکالوجی کے لئے بہترین ہادِی و راہنما ہیں۔ بطورِ ماہرِ نفسیات آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت پر مختلف پہلوؤں سے غور کیا جاسکتا ہے، البتہ آج ہم سیرتِ مصطفےٰ کے صِرْف ایک پہلو نفسیاتی معالجہ (Psychotherapy) پر گفتگو کریں گے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لوگوں کا سائیکالوجیکل ٹریٹمنٹ کس انداز سے کیا کرتے تھے، اس کی چند مثالیں ملاحظہ کیجئے!

1 **سائیکالوجیکل چیک اپ:** پیارے نبی، رسولِ ہاشمی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ کا ایک خوبصورت پہلو ہے کہ آپ خواب کو بہت اہمیت دیتے تھے، صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے خواب سُننا اور ان کی تعبیر بتانا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معمولات کا حصّہ تھا۔ حضرت سَمُرہ بن جُنْدُب رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نمازِ فجر کے بعد ہماری جانب رُخ کرتے اور فرماتے: کس نے رات خواب دیکھا ہے؟ جس نے خواب دیکھا ہوتا وہ بیان کر دیتا تھا۔[3]

اس ادائے نبوی کی یقیناً بہت حکمتیں ہوں گی، البتہ اس میں ایک سائیکالوجیکل پہلو بھی ہے، جدید سائیکالوجی کا ماننا ہے کہ کسی فرد کی سائیکالوجیکل کنڈیشن کا پُورا اِنْحِصار اس کے لاشُعور پر ہے، یہ لاشُعور کا کوئی الجھاؤ ہی ہوتا ہے جو کسی نفسیاتی مرض کی صُورت میں اُبھر کر سامنے آتا ہے اور کسی کے بھی لاشُعور کو جانچنے کے لیے خواب کی تحلیل (Dream interpretation) ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ ایک ماہرِ نفسیات کہتا ہے:

Dreams Are roads that lead to unconsciousness

یعنی خواب ایسی شاہراہیں ہیں جو لاشُعور میں جاتی ہیں۔

شاید اسی حقیقت کے پیشِ نظر خوابوں کو لاشُعور کی زبان بھی کہا جاتا ہے۔ بہر حال! کسی کی سائیکالوجیکل حالت کا اندازہ لگانے کا ایک بہترین طریقہ ہے کہ اس کے خواب سنیں، ان کو پرکھیں اور ان کی تعبیر نِکالیں، سامنے والے کی سائیکالوجیکل کنڈیشن واضح ہو جائے گی۔

2 **انتقالیت (Transference):** جدید سائیکالوجی میں یہ ایک طریقۂ علاج ہے، اسے 1890ء میں دریافت کیا گیا، انتقالیت کا معنی ہے: ڈھلنا۔ اس نفسیاتی طریقۂ علاج میں مُعالِج سامنے والے کے ساتھ ایک جذباتی لگاؤ پیدا کرتا ہے، مثلاً خود کو سامنے والے کے لئے ایک والِد کے درجے پر اُتار لیتا ہے، اس کے دِل میں ایسی ہی محبّت اُبھارتا ہے جو ایک بیٹے کو اپنے والِد کے ساتھ ہوتی ہے، پھر اسی جذباتی لگاؤ کے ذریعے سامنے والے کی سائیکالوجیکل حالت تبدیل کر کے اسے مثبت بنا دیتا ہے۔

آخری نبی، محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پاکیزہ زندگی میں اس انداز سے اِصْلاح کرنے کی بہت مثالیں ملتی ہیں:

◎ حضرت ابوہریرہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایک اعرابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، اس نے آپ سے مدد چاہی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کی مدد کی، اسے کچھ عطا فرمایا، پھر پوچھا: میں نے تم سے بھلائی کی؟ اعرابی بولا: نہیں، نہ آپ نے بھلائی کی، نہ اچھے طریقے سے پیش آئے۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو اس کی اس گستاخی پر غصہ آیا، بعض اس کی طرف لپکے مگر پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں منع فرما دیا۔ کچھ دیر بعد آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گھر تشریف لے گئے تو اس اعرابی کو بھی اپنے گھر بُلا لیا، اس کے ساتھ باتیں کیں، پھر اسے اور بھی کچھ عطا فرمایا،

پھر پوچھا: کیا میں نے تم سے بھلائی کی؟ اعرابی بولا: جی ہاں! اللہ پاک آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے سامنے اظہار فرمایا کہ اَعْرابی نے اپنے جملوں سے رجوع کرلیا ہے اور اب یہ ہم سے خوش ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مزید فرمایا: میری اور اس اعرابی کی مثال اس شخص جیسی ہے، جس کا اُونٹ اس سے بھاگ گیا ہو، لوگ اُونٹ کو پکڑنے کے لئے دوڑے مگر اُونٹ ان سے خوف زدہ ہو کر مزید دُور بھاگا، اُونٹ والا بولا: لوگو! مجھے اور میرے اُونٹ کو اکیلا چھوڑ دو! میں اس پر زیادہ نرم ہوں، اسے زیادہ جانتا ہوں۔ پھر اس نے اچھے طریقے سے اُونٹ کو اپنی طرف بُلایا تو اُونٹ گردن جھکائے آگیا۔[4]

◎ مروی ہے کہ ایک نوجوان رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔ یہ سنتے ہی صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان جلال میں آگئے اور اسے مارنا چاہا۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اسے نہ مارو! پھر اسے اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور نہایت نرمی اور شفقت کے ساتھ سوال کیا: اے نوجوان! کیا تجھے پسند ہے کہ کوئی تیری ماں سے ایسا فعل کرے؟ اس نے عرض کی: میں اس کو کیسے روا رکھ سکتا ہوں؟ فرمایا: تو پھر دوسرے لوگ تیرے بارے میں اسے کیسے روا رکھ سکتے ہیں؟ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: تیری بیٹی سے اگر اس طرح کیا جائے تو تُو اسے پسند کرے گا؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا: اگر تیری بہن سے کوئی ایسی حرکت کرے تو؟ اور اگر تیری خالہ سے کرے تو؟ اسی طرح آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک ایک رشتے کے بارے میں سوال فرمایا، وہ یہی کہتا رہا کہ مجھے پسند نہیں۔ تب رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کی: یاالٰہی! اس کے دل کو پاک کردے اور اس کا گناہ بخش دے۔ اس کے بعد وہ نوجوان ساری زندگی زنا سے بیزار رہا۔[5]

دیکھئے! پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک ماہِر استاد کی طرح اس شخص کے لاشُعُور کو کریدا اور اسی کی زبانی اس سے اقرار کروالیا کہ وہ جس کام کا ارادہ رکھتا ہے، وہ کام خُود اس کے نزدیک بھی اچھا نہیں، بُرا ہے۔ بس اس کا لاشُعُور ابھرنے کی دَیر تھی، اس کا منفی رویہ خُود ہی مثبت ہو گیا، آخر میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے شانِ نبوت کا جلوہ دِکھایا، اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دِل روشن کر دیا۔

بقیہ اگلے شمارے میں

(1) الضعفاء الکبیر، الجزء الرابع، ص1534، حدیث:2057 (2) محاسبۃ النفس لابن ابی دنیا، ص30، رقم:12، شاملہ (3) بخاری،1/467، حدیث:1386 (4) مجمع الزوائد، 8/575، حدیث:14193 (5) مسند احمد،8/285، حدیث:22274۔

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ جولائی 2025ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ نعیم فاروق (سمبڑیال)، محمد احمد ارشاد (ڈسکہ)، شاہ زیب (اوتھل ضلع لسبیلہ)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات**

1 سونے کے آداب، ص55 2 عقل بڑی کہ بھینس، ص60 3 عقل بڑی کہ بھینس، ص60 4 حروف ملایئے، ص57 5 کلیجی اور بکری میں برکت، ص59۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام**

◎ بنتِ سخاوت (خانیوال) ◎ بنتِ امین (لاہور) ◎ بنتِ امجد رضا (ساہیوال) ◎ محمد احتشام (کامرہ، اٹک) ◎ محمد حمزہ (حیدرآباد) ◎ بنتِ آصف (واہ کینٹ) ◎ عبدالقادر عطّاری (میرپورخاص) ◎ ناصر شبیر (جلالپور جٹاں) ◎ بنتِ ندیم (کراچی) ◎ محمد ثاقب رضا (ٹنڈوآدم) ◎ بنتِ ریاست علی (سرگودھا) ◎ بنتِ واجد (کوئٹہ)

آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا دیہاتیوں کے ساتھ اندازِ کرم نوازی

مولانا محمد ناصر جمال عطاری مَدَنی*

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ کرم کے کیا کہنے کہ آپ کی شانِ کریمی تو ہر مخلوق کو نوازتی ہے، دکھ دور کر کے سُکھ عطا کرتی ہے یوں مخلوقِ خدا دامنِ کرم میں آکر راحت اور چین و آرام محسوس کرتی ہے۔

کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دیہاتیوں پر بہت کرم نوازیاں رہی ہیں، آیئے! اُن میں سے چند احادیث پڑھتے ہیں:

1 دیہاتی کی التجا پر اندازِ دعا حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عہدِ مبارک میں لوگ سخت قحط کی لپیٹ میں آگئے ایک دفعہ آپ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مال ہلاک ہو گیا اور بچے بھوکے مر گئے۔ اللہ پاک سے دعا فرمائیں کہ ہم پر بارش برسائے۔ حضرت انس رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیئے۔ اُس وقت آسمان میں کوئی بادل نہیں تھے لیکن (آپ کے ہاتھ اُٹھاتے ہی) اُسی وقت پہاڑوں جیسے بادل آگئے۔ آپ ابھی منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ بارش کے قطرے آپ کی ریش مبارک سے ٹپکتے ہوئے دیکھے گئے۔ اُس روز، اُس سے اگلے روز بلکہ اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی اعرابی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! مکانات گر گئے اور مال غرق ہو گیا، اللہ سے ہمارے لیے دعا فرمائیں (کہ بارش رُک جائے)۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فوری ہاتھ بلند فرمائے اور دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے اِرد گرد بارش برسا اور ہمارے اُوپر نہیں۔ پس آپ اپنے مبارک ہاتھ سے آسمان کی جس طرف بھی اشارہ کرتے اُدھر سے بادل چھٹ جاتے یہاں تک کہ مدینہ منوّرہ تھالی کی طرح ہو گیا کہ اُس کے گرد و نواح میں بادل تھے اور مدینہ کے اُوپر آسمان صاف تھا۔ جو آتا وہ اِس بارش کی افادیت کا ذکر ضرور کرتا۔[1]

2 آخری نبی کا ایک اعرابی کے ساتھ اندازِ مزاح حضرت زاہر بن حرام رضی اللہُ عنہ دیہات سے تعلق رکھتے تھے، وہاں سے عمدہ پھل، پھول، جڑی بوٹیاں، دوائیں وغیرہ لا کر بارگاہِ رسالت میں پیش کرتے اور واپس جاتے ہوئے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شہرِ مدینہ کی وہ چیزیں اُنہیں عطا فرماتے جو گاؤں میں دستیاب نہ ہوتیں۔ ایک موقع پر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت زاہر رضی اللہُ عنہ کے بارے میں فرمایا: ”زاہر ہمارا دیہات ہے اور ہم اس کے شہر۔“[2] یعنی زاہر ہماری دیہاتی ضرورتیں پوری کرتے رہتے ہیں اور ہم زاہر کی شہری ضروریات پوری کرتے رہتے ہیں گویا زاہر ہمارا ”گاؤں“ ہیں اور ہم ”زاہر“ کا شہر۔ یہ اخلاقِ کریمانہ ہیں کہ اپنے غلاموں، نیاز مندوں کو ان القاب سے نوازتے ہیں۔[3] حضرت زاہر بن حرام رضی اللہُ عنہ دیہات سے لایا ہوا سامان بازارِ مدینہ میں بیچا کرتے تھے۔ ایک دن حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بازار سے گزرتے ہوئے آپ کو سامان بیچتے ہوئے دیکھا تو آپ نے انہیں پیچھے سے اپنی گود میں لے لیا ان کی بغلوں میں سے ہاتھ ڈال کر اپنا ہاتھ شریف زاہر کی آنکھوں پر رکھ لیا، انہوں نے عرض کی: کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ جب پیچھے کی طرف توجہ کی تو اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پہچان لیا۔ اور پہچانتے ہی آپ اپنی پیٹھ سینۂ مصطفےٰ سے ملائے رکھنے کی کوشش کرنے لگے۔

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مجھ سے یہ غلام کون خریدے گا؟ حضرت زاہر رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! پھر تو آپ مجھے بے قیمت پائیں گے۔ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لیکن تم خدا کے نزدیک بے قیمت نہیں ہو۔[4]

3 جاں نثار اعرابی پر اندازِ کرم بارگاہِ رسالت میں ایک دیہاتی حاضر ہوئے، ایمان لائے، آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہنے کا عزم ظاہر کیا اور عرض کی: میں آپ کے ساتھ ہجرت کرکے رہنا چاہتا ہوں۔ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بعض صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو ان کے بارے میں تاکید فرمادی۔

جب ایک جنگ کے موقع پر نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مالِ غنیمت حاصل ہوا تو آپ نے اسے تقسیم فرمایا اور اُس دیہاتی کا حصّہ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو دے دیا، وہ اعرابی صحابی ان کے پیچھے پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب صحابہ نے ان کا حصّہ انہیں دیا تو انہوں نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے فرمایا: یہ تمہارا حصّہ ہے جو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عطا فرمایا ہے۔

وہ اعرابی اس مال کو لے کر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ”یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ کیا ہے؟“ فرمایا: ”یہ میری تقسیم میں سے تمہارا حصہ ہے۔“ وہ عرض کرنے لگے: ”حضور! میں نے اس مال کے حصول کے لیے آپ کی پیروی نہیں کی بلکہ میں نے تو اس لیے آپ کی پیروی کی ہے تاکہ مجھے یہاں تیر لگے اور میں شہید ہو کر جنّت میں داخل ہو جاؤں۔“ اور اپنی گردن کی طرف اشارہ کیا۔

رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”اگر تم سچے ہو تو اللہ تمہاری یہ خواہش ضرور پوری فرمائے گا۔“ پھر کچھ عرصے بعد جب دشمنوں کے ساتھ معرکہ ہوا تو اس دیہاتی کو بارگاہِ رسالت میں لایا گیا، انہیں اسی مقام پر تیر لگا تھا جس جگہ کا انہوں نے اشارہ کیا تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا یہ وہی ہے؟ عرض کی گئی: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس نے اللہ کو سچا جانا تو اللہ نے اس کی بات پوری فرمادی۔ پھر آپ نے انہیں اپنا جبہ مبارکہ میں کفن دیا۔[5]

حضرت عبدُاللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک اعرابی کے خیمے کے قریب سے گزرے۔ اس اعرابی نے خیمے کا گوشہ اٹھا کر پوچھا: ”کون لوگ ہیں؟“ کہا گیا: ”رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ان کے صحابہ ہیں جو کہ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔“ اعرابی نے پوچھا: ”کیا دنیا کا مال بھی پائیں گے؟“ جواب دیا گیا: ہاں! غنیمت پائیں گے پھر انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر وہ اعرابی اپنے اونٹ کی طرف بڑھے اور اسے رسی سے باندھ کر ان کے ساتھ چل پڑے۔

وہ اپنے اونٹ کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قریب کرنے لگے، جبکہ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان اس کے اونٹ کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے دور کرتے رہے تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہ جنّت کے بادشاہوں میں سے ہے۔“ پھر جب دشمنوں کے ساتھ مقابلہ ہوا تو یہ اعرابی جنگ کرتے کرتے شہید ہوگئے۔ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ان کی شہادت کی خبر دی گئی تو آپ ان کی میّت پر تشریف لائے، ان کے سرہانے بیٹھ گئے اور خوشی سے مسکرانے لگے، پھر اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا تو ہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہم نے آپ کو خوشی سے ہنستے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اپنا چہرہ دوسری طرف کیوں پھیر لیا؟ ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی بارگاہ میں اس کا مرتبہ دیکھنے کی وجہ سے مجھے خوشی تھی اور میرے اس سے منہ پھیرنے کی وجہ یہ ہے کہ حورِعین میں سے اس کی ایک بیوی اب اس کے سرہانے آبیٹھی ہے۔[6]

عاجز نوازیوں پہ کرم ہے تلا ہوا
وہ دِل لگا کے سنتے ہیں ہر بے نوا کی عرض
کیوں طول دوں حضور یہ دیں یہ عطا کریں
خود جانتے ہیں آپ مِرے مُدَّعا کی عرض[7]

---

(1) بخاری، 1/321، حدیث: 933 (2) مسند احمد، 20/90، حدیث: 12648 - مرقاۃ المفاتیح، 8/622 (3) شرح المصابیح لابن ملک، 5/262 - مرقاۃ المفاتیح، 8/622 - مرأۃ المناجیح، 6/497 (4) مسند احمد، 20/90، حدیث: 12648 (5) نسائی، ص330، حدیث: 1950 (6) شعب الایمان، 4/53، حدیث: 4317 (7) ذوقِ نعت، ص143، 144۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 7 سوالات وجوابات کافی ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو نُورُ اللہ کہنا کیسا؟

سوال: کیا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ کا نُور کہہ سکتے ہیں؟

جواب: بالکل کہہ سکتے ہیں، قراٰنِ کریم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌۙ(۱۵)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (پ6، المآئدۃ:15) کئی مُفسِّرین[1] نے اس آیت میں نور سے مراد پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات لی ہے تو یوں اللہ پاک نے اپنے محبوب کو نور کہا، آیئے ہم بھی مل کر کہتے ہیں: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانُوْرَ اللہ۔ (مدنی مذاکرہ، 3ربیع الآخر 1439ھ)

2 سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ گفتگو

سوال: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اندازِ گفتگو کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے؟

جواب: پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہر ادا لاجواب ہے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی گفتگو کا انداز چیخنے چلانے والا نہیں بلکہ ایسا میٹھا اور پیارا ہوتا تھا کہ بات سب کی سمجھ میں آجائے، آواز نہ اتنی دھیمی کہ سامنے والا سُن نہ سکے، نہ اتنی اونچی کہ ناگوار گزرے، بعض اوقات اپنی بات کو تین بار دہراتے تھے تاکہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں اور بولنے کی رفتار ایسی تھی کہ اگر کوئی آپ کے الفاظ گننا چاہے تو گن لے۔

(مدنی مذاکرہ، 13رجبُ المرجب 1440ھ)

3 وِلادت گاہِ مصطفےٰ پر دُعا قبول ہوتی ہے

سوال: حرمین شریفین کے سفر کے دوران وِلادت گاہِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر آپ کی حاضری کا کیا انداز رہا تھا؟

جواب: پاؤں سے چَل کر گیا تھا، سَر کے بل جانا میرے بَس میں ہوتا تو یہ بھی کر گُزرتا۔ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی وِلادت گاہ اَدَب کا مقام اور زِیارت گاہ ہے، اُس کا دِیدار کرنا سعادت کی بات ہے۔ اُس کے قریب دُعا بھی قبول ہوتی ہے، کیونکہ جس جگہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تشریف لانا ثابت ہو "مَشْہد" کہلاتی ہے اور مَشْہد (یعنی تشریف لانے کی جگہ) کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے۔ (فضائلِ دُعا، ص136ماخوذاً) وِلادت گاہ تو وہ مقام ہے جہاں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دُنیا میں سب سے پہلے تشریف لائے، یُوں وہ قبولیتِ دُعا کا مقام ہے۔ اللہ پاک ہمیں بار بار اُس مقدَّس مقام کی زِیارت نصیب فرمائے۔ (مدنی مذاکرہ، 4ربیع الاوّل 1441ھ بتغیر)

4 حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت ربِّ کریم کی اطاعت ہے

سوال: کیا حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت عین اطاعتِ الٰہی ہے؟

جواب: جی ہاں! خود اللہ کریم قراٰنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَۚ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: جس

---

(1) امام ابو جعفر محمد بن جَرِیر طَبری (وفات:310ھ)، امام ابو محمد حسین بغوی (وفات:510ھ)، امام فخرُ الدّین رازی (وفات:606ھ)، امام ناصرُ الدّین عبدُ اللہ بن عمر بَیضاوی (وفات:685ھ)، علّامہ ابو البرکات عبدُ اللہ نَسفی (وفات:710ھ)، علّامہ ابو الحسن علی بن محمد خازن (وفات:741ھ)، امام جلالُ الدّین سُیُوطی شافعی (وفات:911ھ) رحمۃُ اللہ علیہم اَجْمعین وغیرہ مفسرین نے فرمایا کہ اس آیتِ مبارکہ میں موجود لفظ "نور" سے مراد نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ بابرکات ہے۔ حدیثِ پاک میں نور والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت جابر بن عبدُ اللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ پاک نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ (الجزء المفقود من الجزء الاوّل من المصنف لعبد الرزاق، ص63، رقم:18، المواھب اللدنیہ، 1/36)

نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (پ5، النسآء:80) نماز کے دوران بھی اگر نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلائیں تو جواب دینا ہو گا اور یہ بھی قراٰنِ کریم سے ثابت ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ ۚ﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی دیتی ہے۔ (پ9، الانفال: 24) اور اس سے نماز بھی نہیں ٹوٹے گی۔ (مرقاۃ المفاتیح، 4/624، تحت الحدیث: 2118- مراٰۃ المناجیح، 3/224) حدیثِ پاک میں بھی نماز میں بلانے کا ذکر موجود ہے۔[1] (مدنی مذاکرہ، 3ربیع الاوّل 1440ھ)

5 ہر پیاری چیز سے بڑھ کر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کرنا

سُوال: پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کتنی محبت کرنی چاہئے؟

جواب: پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنے ماں باپ، آل اَولاد اور ہر پیاری چیز سے بڑھ کر محبت کرنا ضَروری ہے۔ "خطباتِ رَضویہ" میں ہے: اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا مَحَبَّةَ لَه یعنی خبردار! اس کا اِیمان نہیں جس کو سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت نہیں۔ (خطباتِ رضویہ، ص6، دلائل الخیرات، ص47- مدنی مذاکرہ، 9ربیع الآخر 1441ھ)

نُقُوشِ اُلفتِ دنیا مِرے دل سے مٹا دینا
مجھے اپنا ہی دِیوانہ بنانا یارَسُوْلَ اللہ

(وسائلِ بخشش مرمم، ص327)

6 اُمّتی اُمّتی لَب پہ جاری رہا

سوال: پیارے آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جسم شریف کو جب قبر مبارک میں اُتار دیا گیا تو اس وقت مبارک ہونٹوں پر کیا الفاظ تھے؟

جواب: مدارِجُ النُّبُوۃ میں ہے: حضرتِ سیِّدُنا قُثَم رضی اللہ عنہ وہ شخص تھے جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو قبرِ انور میں اُتارنے کے بعد سب سے آخر میں باہر آئے تھے، چُنانچِہ ان کا بیان ہے کہ میں ہی آخری شخص ہوں جس نے حُضُورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا رُوئے مُنوَّر، قبرِ اَطہر میں دیکھا تھا، میں نے دیکھا کہ سلطانِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم قَبْرِ انور میں اپنے لبہائے مبارکہ کو جُنبِش فرما رہے تھے (یعنی مبارک ہونٹ ہل رہے تھے) میں نے اپنے کانوں کو اللہ پاک کے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دَہَن (یعنی منہ) مبارک کے قریب کیا، میں نے سنا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے تھے ربِّ اُمَّتِی اُمَّتِی (یعنی پروردگار! میری اُمّت میری اُمّت)۔ (مدارج النبوۃ، 2/442- مدنی مذاکرہ، 4ربیع الآخر 1439ھ)

پہلے سجدہ پہ روزِ اَزل سے دُرود
یادگاریِ اُمّت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص305)

7 پُھولے نہیں سَماتے ہیں عطّار آج تو

سُوال: اِس شعر کی وَضاحت فرمادیجئے:

پُھولے نہیں سَماتے ہیں عطّار آج تو
دُنیا میں آج حامیِ عطّار آگئے

(وسائلِ بخشش مرمم، ص512)

جواب: "پُھولے نہیں سَمانا" ایک مُحاوَرہ ہے، جسے بہت زیادہ خوشی ہو رہی ہو اُس کے لئے یہ مُحاوَرہ بولا جاتا ہے۔ اِس شعر کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ جب کسی کا پیارا اور محبوب آتا ہے تو اُسے بہت خوشی ہوتی ہے اور آج (یعنی 12 ربیعُ الاوّل کو) اللہ کے پیارے، اللہ کے مَحبوب اور غَم خوارِ اُمّت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے ہیں اِس لئے آج "عطّار"[2] بہت خوش، بہت خوش اور بہت خوش ہے کہ اس کے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آج وِلادَت ہوئی ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 4ربیع الاول 1441ھ)

---

[1] بخاری شریف میں ہے: حضرت ابو سعید بن مُعَلّٰی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجدِ نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھے رسُولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بلایا، لیکن میں آپ کے بلانے پر حاضر نہ ہوا۔ (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) میں نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ سرکارِ دو عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ پاک نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ﴿اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ﴾ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ جب وہ تمہیں بلائیں۔ (بخاری، 2/163، حدیث: 4474)

[2] امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کا تخلص "عطّار" ہے۔ تخلص: شاعر کا وہ مختصر نام جسے وہ اپنے اشعار میں استعمال کرتا ہے۔ (فیروز اللغات، ص376)

دارُالافتاء اَہلِسنّت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 آیت "وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى" کی تفسیر

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ(۴)﴾ کا مطلب یہی ہے کہ تمہارا مستقبل تمہارے ماضی سے بہتر ہے؟ کیا یہ ہر مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ اس آیت کی مکمل تفسیر بیان فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰىؕ(۴)﴾ اور بیشک تمہارے لیے ہر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے۔ یہ آیتِ مبارکہ حضور نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لیے نازل ہوئی، مفسرینِ کرام نے اس آیت کے متعدد معانی بیان کیے ہیں۔ اس آیت کا ایک معنی یہ بیان کیا ہے کہ اے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! بے شک تمہارے لیے آخرت دنیا سے بہتر ہے کیونکہ وہاں آپ کے لیے مقامِ محمود، حوضِ کوثر اور وہ بھلائی ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تمام اَنبیاء و رُسُل علیہم السّلام پر مُقدّم ہونا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمت کا تمام اُمتوں پر گواہ ہونا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفاعت سے مومنین کے مرتبے اور درجے بلند ہونا اور بے انتہا عزتیں اور کرامتیں ہیں جو بیان میں نہیں آسکتیں۔ نیز مفسرین نے اس آیت کے ایک معنی یہ بھی بیان فرمائے ہیں کہ آنے والے اَحوال آپ کے لیے گزشتہ سے بہتر و برتر ہیں گویا کہ حق تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ روز بروز آپ کے درجے بلند کرے گا اور عزت پر عزت اور منصب پر منصب زیادہ فرمائے گا اور ہر آنے والی گھڑی میں آپ کے مَراتب ترقیوں میں رہیں گے۔

تفسیرِ نسفی میں ہے: "ای ما اعد اللہ لك فی الآخرۃ من المقام المحمود والحوض المورود والخیر الموعود خیر مما اعجبك فی الدنیا" یعنی جو اللہ پاک نے آپ کے لیے آخرت میں تیار فرمایا ہے جیسے مقامِ محمود، حوضِ کوثر اور وہ خیر و بھلائی جس کا وعدہ کیا گیا ہے جو اس خیر سے بہتر ہے جس کو آپ دنیا میں پسند فرماتے تھے۔ (تفسیر نسفی، 3/653- غرائب التفسیر و عجائب التأویل، 2/1354- فتاویٰ رضویہ، 30/165، 166 ملخصاً)

وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 جبریلِ امین کا 24 ہزار بار نبی کریم کی بارگاہ میں حاضر ہونا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم نے سنا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السّلام، رسول پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ اقدس میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ بات درست ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جی ہاں یہ بات درست ہے اور علمائے کرام نے اپنی کتابوں میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے۔ اس بات کو امام احمد بن محمد بن ابو بکر القسطلانی علیہ الرحمہ نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری اور مواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ میں اور ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی الزرقانی علیہ الرحمہ نے شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ میں اور علامہ شمس الدین محمد بن احمد الخطیب علیہ الرحمہ نے السراج المنیر میں نقل کیا ہے کہ جبریل علیہ السّلام نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں 24000 مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت آدم علیہ السّلام کی بارگاہ میں 12 مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت ادریس علیہ السّلام کی بارگاہ میں 4 مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت نوح علیہ السّلام کی بارگاہ میں 50 مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بارگاہ میں 42 مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی بارگاہ میں 400 مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی بارگاہ میں 10 مرتبہ حاضر ہوئے۔

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نورالعرفان، کھارادر کراچی

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے:"ان جبریل نزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعة وعشرین الف مرة، وعلی آدم اثنتی عشرة مرة، وعلی ادریس اربعًا، وعلی نوح خمسین، وعلی ابراهیم اثنتین واربعین مرة، وعلی موسی اربعمائة، وعلی عیسی عشرًا "یعنی جبریل علیہ السّلام نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں چوبیس ہزار مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت آدم علیہ السّلام کی بارگاہ میں بارہ مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت ادریس علیہ السّلام کی بارگاہ میں چار مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت نوح علیہ السّلام کی بارگاہ میں پچاس مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بارگاہ میں بیالیس مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی بارگاہ میں چار سو مرتبہ حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی بارگاہ میں دس مرتبہ حاضر ہوئے۔(ارشاد الساری، 1/60-نزہۃ القاری، 1/247)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 کیا انبیائے کرام سے بھی سوالاتِ قبر ہوں گے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا انبیائے کرام علیہمُ السّلام سے بھی سوالاتِ قبر ہوتے رہے ہیں اور کیا ہمارے نبی خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بھی سوالاتِ قبر ہوئے ہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

راجح قول کے مطابق ہمارے نبی خاتم النبیین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سمیت دوسرے کسی بھی نبی علیہ السّلام سے سوالاتِ قبر نہیں ہوئے۔

جیسا کہ مسامرہ میں ہے:"والاصح ان الانبیاء علیهم الصلاة والسلام لایسالون فی قبورهم ولا اطفال المومنین اما الانبیاء فلانّه قد ورد ان بعض صالحی الامّة یامن فتنة القبر بسبب عمل صالح۔۔۔ واذا ثبت هذا ذلك لبعض الامّة فالانبیاء علیهم الصلاة والسلام مع علوّ مقامهم المقطوع لهم بسببه بالسعادة العظمیٰ ومع عصمتهم اولی بذلك "یعنی زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ انبیاء اور مسلمانوں کے بچوں سے ان کی قبروں میں سوال نہیں کیا جائے گا انبیاء علیہمُ السّلام سے تو اس لیے کہ جب امّت کے کچھ نیک افراد کا کسی نیک عمل کے باعث سوالاتِ قبر سے محفوظ رہنا ثابت ہے تو انبیاء علیہمُ السّلام کا سوالاتِ قبر سے محفوظ رہنا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا حالانکہ ان کا بلند مرتبہ ہونا قطعی اور ان کا معصوم ہونا ثابت ہے۔(المسامرۃ شرح المسایرۃ، ص232، 233)

علامہ ملا علی قاری علیہ الرَّحمہ (متوفی1014ھ) ارشاد فرماتے ہیں:"واستثنی من عموم سؤال القبر الانبیاء علیهم السلام والاطفال والشهداء ففی صحیح مسلم انه علیه الصلوة والسلام سئل عن ذلك؟ فقال: کفی ببارقة السیوف شاهداً ففی الکفایة انه لا سؤال للانبیاء علیهم السلام "یعنی سوالاتِ قبر کے عموم میں سے انبیاء علیہمُ السّلام، بچے اور شہداء مستثنیٰ ہیں چنانچہ صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: سوالاتِ قبر نہ ہونے کے لیے تلواروں کے سائے تلے شہید ہونا ہی کافی ہے چنانچہ کفایہ میں ہے کہ انبیائے کرام علیہمُ السّلام سے سوالاتِ قبر نہ ہوں گے۔(شرح الفقہ الاکبر، ص181، 182)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 کیا ہمارے اعمال حضور کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا دنیا میں ہمارے اعمال حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے بھی پیش ہوتے ہیں؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جی ہاں! حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر اعمالِ امت پیش کیے جاتے ہیں۔

چنانچہ کنز العمال شریف میں ہے کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا:"حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم، فاذا انا مت کانت وفاتی خیرا لکم، تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت اللہ تعالی وان رأیت شرا استغفرت لکم "یعنی میر اجینا تمہارے لیے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے ہو اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے ہیں، جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات تمہارے لیے خیر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے اگر نیکی دیکھوں گا حمدِ الٰہی کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری مغفرت طلب کروں گا۔

(کنز العمال، 11/183-فتاویٰ رضویہ، 29/519، 520)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تعلیماتِ نبوی اور ازدواجی زندگی

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ*

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی ہمارے لیے کامل نمونہ ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے زندگی کے ہر ہر شعبے، ہر ہر معاملے میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اور وہ بھی صرف اپنے اقوال کے ذریعے نہیں بلکہ عملی طور پر زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا۔

ازدواجی زندگی کو کیسے گزارا جائے، شوہر کو کیسا ہونا چاہیے، اپنی بیوی کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جائے یہ سب بھی ہمیں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عملی زندگی سے سیکھنے کو ملتا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس طرح ہر لحاظ سے اعلیٰ و بہترین تھے اسی طرح بحیثیتِ شوہر بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بہترین تھے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود فرمایا: خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ یعنی تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے حق میں تم سب سے بہتر ہوں۔[1]

ازواجِ مطہرات کے ساتھ حسنِ سلوک آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ازواجِ مطہرات کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے۔ فطری طور پر ہر شخص کا مزاج دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ حسنِ سلوک میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ہر ایک کے مزاج کے مطابق ہی اس کے ساتھ برتاؤ کیا جائے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی ازواج کے درمیان اس بات کا بھی خیال رکھتے تھے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تمام ہی ازواجِ مطہرات اعلیٰ کردار کی مالک تھیں، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بے حد محبت فرمانے والی تھیں اور آپس میں بھی ان کے تعلقات انتہائی خوش گوار تھے۔ لیکن کبھی کبھار کسی زوجہ مطہرہ کے مزاج میں کچھ تیزی بھی آجاتی جو کہ ایک فطری عمل ہے۔ ایسے موقع پر بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان سے ناراض ہونے یا جھڑکنے کے بجائے شفقت و محبت سے ہی پیش آتے۔ جیسا کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ایک دن آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (میری باری کے دن) میرے پاس سے باہر نکلے۔ میں نے دروازہ بند کر دیا۔ آپ تشریف لائے، دروازہ کھولنے کے لیے کہا۔ میں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم دروازہ کھولو۔ میں نے عرض کی: آپ میری باری میں کسی اور زوجہ کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا: میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ مجھے قضائے حاجت کرنا تھی۔[2]

ازواجِ مطہرات سے محبت نکاح ایک ایسا رشتہ ہے جس کی بدولت شوہر اور بیوی میں بغیر کسی معرفت اور قرابت کے محبت اور ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ پاک کی کمال رحمت ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم قراٰن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ

* شعبہ ٹیچر ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ مجلس جامعۃ المدینہ گرلز

بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ (۲۱)﴾

ترجَمۂ کنز العرفان: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان کی طرف آرام پاؤ اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔ بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔[3]

پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی اپنی ازواج سے بہت محبت فرماتے اور اس کا اظہار بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا: مجھے اِن کی محبت عطا فرمائی گئی ہے۔[4]

یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت ہی تھی کہ جب تک وہ زندہ رہیں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کسی اور سے نکاح نہ فرمایا۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے بھی بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک مرتبہ اپنی لاڈلی شہزادی حضرت سَیِّدہ فاطمہ رضی اللہُ عنہا کو مُخاطب کر کے اِرْشاد فرمایا: ربِّ کعبہ کی قسم! تمہارے والد کو عائشہ (رضی اللہُ عنہا) بہت زیادہ محبوب ہیں۔[5]

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ مل کر بیٹھا کرتے، ان سے گفتگو فرماتے، ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔

حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں کہ مخصوص ایام میں جب میں پانی پیتی پھر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دے دیتی تو جس جگہ میرا منہ لگتا تھا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وہیں دَہن مبارک رکھ کر پیتے اور مخصوص ایّام میں ہڈّی سے گوشت نوچ کر کھاتی پھر آپ کو دے دیتی تو آپ اپنا دَہن مبارک اُس جگہ رکھتے جہاں میرا منہ لگتا تھا۔[6]

ازواجِ مطہرات کے درمیان عدل و انصاف جس شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں اس پر ان کے درمیان تقسیم اور عدل و انصاف کرنا واجب ہے لیکن آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر یہ تقسیم اور عدل واجب نہ تھا۔ اس کے باوجود آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ازواجِ مطہرات پر کمال شفقت فرماتے ہوئے ان کے درمیان عدل و انصاف سے ہی کام لیتے تھے۔ سب کو یکساں توجہ اور وقت دیتے، حقوق میں بھی برابری کا لحاظ فرماتے۔ اسی وجہ سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تمام ازواج کی باریاں مقرر کر رکھی تھیں۔ جس زوجہ مطہرہ کی باری ہوتی اس کی اجازت کے بغیر دوسری زوجہ کے پاس تشریف نہ لے جاتے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا سے رِوایت ہے کہ رَسُولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی اَزواج کے دَرمیان باری مقرر فرماتے ہوئے اِنصاف فرماتے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کرتے الٰہی! یہ میری تقسیم ہے اُس میں جس کا میں مالک ہوں پس تو مجھے اُس میں عتاب نہ فرمانا جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں۔ (یعنی قلبی محبت)[7]

یہاں تک کہ سفر پر روانہ ہوتے وقت بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ازواجِ مطہرات کے مابین قرعہ اندازی فرماتے، جس زوجہ کے نام قرعہ نکلتا ان کو سفر میں ساتھ لے جاتے۔[8]

ازدواجی اختلافات میں برداشت، صبر اور حکمتِ عملی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے اور ازواجِ مطہرات کے درمیان ہونے والے اختلافات کو بھی نہایت صبر اور حکمتِ عملی سے سلجھاتے تھے۔ کبھی بھی غصے و جذبات سے کام نہ لیتے بلکہ نہایت سمجھداری و بردباری سے معاملات کو سلجھایا کرتے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہُ عنہا نے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں ایک پیالے میں کچھ کھانا بھیجا، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا نے خادم کے ہاتھ پر مارا، جس سے وہ برتن گر کر ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ٹوٹے ہوئے برتن کے ٹکڑوں کو جمع کیا، اور اس میں وہ کھانا جمع کیا جو اس میں تھا، اور خادم سے فرمایا: تمہاری ماں کو غیرت آگئی تھی یہ جملہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دو مرتبہ فرمایا۔ پھر آپ

نے حضرت عائشہ کا صحیح پیالہ منگوایا اور اُسے اُمّ سلمہ کے پاس بھجوا دیا، اور اُمّ سلمہ کا ٹوٹا ہوا پیالہ حضرت عائشہ کو دے دیا۔ [9]

ازواجِ مطہرات کے ساتھ خوش طبعی شوہر اگر اپنی بیوی کے ساتھ ہر وقت سنجیدگی اور رعب والا رویہ ہی اپنائے رکھے، بالکل بھی ہنسی مذاق نہ کرے تو اس سے ازدواجی تعلق ایک بوجھ محسوس ہونے لگتا ہے۔ لیکن ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے کبھی بھی اپنی ازدواجی زندگی کو بوجھ بننے نہ دیا بلکہ حسنِ اخلاق کے پیکر ہمارے پیارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ کمال خوش اخلاقی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے کبھی کبھی ان کے ساتھ خوش طبعی اور ہنسی مذاق بھی فرماتے لیکن آپ کے مزاح میں حق بات کے سوا کچھ نہ ہوتا۔

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا اپنی ازواج کو گزرے ہوئے زمانے کے لوگوں کے قصے سنانا بھی ثابت ہے۔

حضرت سیّدُنا اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم لوگوں میں سب سے بڑھ کر اپنی ازواج کے ساتھ خوش طبع تھے۔ [10]

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ کسی سفر میں اپنے سرتاج، صاحبِ معراج صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ساتھ تھیں فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ساتھ دوڑ لگائی تو میں دوڑنے میں آگے نکل گئی پھر (کچھ عرصہ بعد) جب میں ذرا بھاری ہوگئی تو آپ نے دوڑ لگائی تو آپ مجھ سے آگے بڑھ گئے پھر فرمایا: یہ اُس جیت کا بدلہ ہوگیا۔ [11]

گھریلو ذمہ داریوں میں ازواجِ مطہرات کے ساتھ تعاون

ہمارے معاشرے میں اگر شوہر بیویوں کے ساتھ گھر کے کام کاج میں مدد کرے تو اس کو اچھا نہیں سمجھا جاتا، حالانکہ یہ کوئی بری بات نہیں بلکہ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم دوجہاں کے شہنشاہ و مالک ہونے کے باوجود اپنے کام اپنے ہاتھ مبارک سے کرنے کے ساتھ ازواج مطہرات کی بھی گھریلو کام کاج میں مدد کیا کرتے تھے۔

اُمُّ المؤمنین حضرتِ سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا کہ کیا نبیِ کریم، رءوفٌ رحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم گھر میں کام کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم اپنے نعلین مبارک خود گانٹھتے، اور کپڑوں میں پیوند لگاتے اور وہ سارے کام کیا کرتے تھے جو مرد اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔ [12]

ازواجِ مطہرات کو دینی تعلیم دینا بیوی کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو دینی تعلیمات سکھائے۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم بھی اپنی ازواج مطہرات کو دینی تعلیمات سے آگاہ فرماتے اور ازواجِ مطہرات بھی وقتاً فوقتاً آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے شرعی مسائل دریافت فرمایا کرتیں۔ ازواجِ مطہرات جہاں دیگر باتوں میں عام خواتین سے ممتاز ہیں وہیں علمِ دین و فقاہت میں بھی کوئی ان کے مقام و مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ سب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سکھائی ہوئی تعلیمات کی ہی بدولت ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شانِ فقاہت کا عالم تو یہ ہے کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے شاگرد تھے۔

صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو جب بھی کوئی گمبھیر اور نہ حل ہونے والا مسئلہ آن پڑتا تو اس کے حل کے لئے آپ رضی اللہ عنہا کی طرف رُجوع لاتے، چنانچہ حضرتِ سیّدُنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم اصحابِ رسول کو کسی بات میں اِشکال ہوتا تو اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سوال کرتے اور آپ رضی اللہ عنہا سے ہی اس بات کا علم پاتے۔ [13]

یونہی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی شرعی احکام میں بہت مہارت رکھتی تھیں۔ حضرت سیّدنا امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”کَانَتْ تُعَدُّ مِنْ فُقَهَاءِ الصَّحَابِيَّاتِ یعنی آپ رضی اللہ عنہا کو فقہا (یعنی شرعی احکام و قوانین کی ماہر) صحابیات میں شمار کیا جاتا تھا۔ [14]

ازدواجی زندگی میں اخلاقیات حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا

ہر ہر انداز نرالا اور قابلِ تحسین ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بلاشک وشبہ بہترین اخلاق کے مالک تھے۔

کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اپنے اہلِ خانہ میں خلق کیسا ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا: آپ کا اخلاق سارے لوگوں سے عمدہ تھا۔ آپ فحش گو نہ تھے، قصداً بھی بری بات نہ کرتے تھے، بازار میں شور کرنے والے نہ تھے، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے، بلکہ درگزر فرماتے اور معاف فرماتے تھے۔[(15)]

یونہی ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا جو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی ازواج کے ساتھ تنہائی اختیار فرماتے تھے، تو انہوں نے فرمایا: آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی تمہارے مردوں کی طرح ایک انسان تھے، مگر (فرق یہ تھا کہ) آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سب لوگوں سے زیادہ باعزت، سب سے بہتر اخلاق والے، اپنی قوم میں سب سے نرم مزاج اور سب سے زیادہ شرافت والے تھے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خوب ہنستے اور مسکراتے رہتے تھے۔[(16)]

ازواجِ مطہرات کی نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت

جس طرح پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ محبت بھرا سلوک فرماتے اسی طرح ازواجِ مطہرات بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بہت محبت فرماتی تھیں، آپ کی خدمت واطاعت کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے بخوبی ادا کرتیں، کسی بھی معاملے میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو رنجیدہ کرنا انہیں گوارا نہ تھا۔ یہ ازواجِ مطہرات کی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کا واضح ثبوت ہے کہ جب ازواجِ مطہرات کو اختیار دیا گیا کہ وہ دنیاوی آسائشوں کو اختیار کریں یا اللہ اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو، تو تمام ازواجِ مطہرات نے دنیاوی آسائشوں کو ٹھکرا کر اللہ اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اختیار کیا۔ آپ کی سب سے پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ہر مشکل گھڑی میں آپ کا ساتھ دیا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت اور آپ سے جدائی کے خوف سے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دی۔ اسی طرح دیگر ازواج بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بہت محبت فرماتی تھیں۔

ازدواجی تعلقات کو خوشگوار کیسے بنائیں؟ پیاری بہنو! آج کل اکثر گھروں میں آئے دن میاں بیوی آپس میں الجھتے، جھگڑتے، ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے نہ صرف گھر کا ماحول خراب ہوتا ہے بلکہ بچوں کی تربیت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ ان سب مسائل کے حل کے لیے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کی ازواجِ مطہرات کے باہمی تعلقات میں ہمارے لیے بے شمار مدنی پھول ہیں۔ ایک سمجھدار اور باشعور عورت جھونپڑی کو بھی محل بنا سکتی ہے۔

یاد رکھیے! مکان کا چھوٹا بڑا ہونا، آمدن کم زیادہ ہونا، روزگار کے مسائل ہونا وغیرہ یہ سب عام باتیں ہیں جن سے ہر انسان کا کبھی نا کبھی واسطہ پڑتا ہے۔ اصل چیز محبت، توجہ، احساس اور سکون ہے جو شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے سے چاہیے ہوتا ہے۔ اور اگر شوہر بیوی کے باہمی تعلقات اچھے ہوں تو اس سے گھر کا ماحول بھی خوشگوار ہوتا ہے۔ لہٰذا اسلامی بہنوں کو بھی چاہیے کہ اللہ و رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے، سیرتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم و ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کی کوشش کریں۔

---

(1) ابن ماجہ، 2/478، حدیث: 1977 (2) الطبقات الکبریٰ، 8/109 (3) پ21، الروم: 21 (4) مسلم، ص 1016، حدیث: 6278 (5) ابوداؤد، 4/359، حدیث: 4898 (6) مسلم، ص138، حدیث: 692 (7) ترمذی، 2/374، حدیث: 1143 (8) بخاری، 2/173، حدیث: 2593 (9) بخاری، 3/470، حدیث: 5225، سبل الہدی والرشاد، 9/69 (10) فیض القدیر، 5/229، تحت الحدیث: 6865 (11) ابوداؤد، 3/42، حدیث: 2578 (12) مسند امام احمد، 9/519، حدیث: 25396 (13) ترمذی، ج5، ص471، حدیث: 3909 (14) سیر اعلام النبلاء، 3/475 (15) مسند احمد، 43/131، حدیث: 25990 (16) سبل الہدیٰ والرشاد، 11/147۔

شکرانۂ نعمت کی اسلامی تعلیمات اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

مولانا سید بہرام حسین عطاری مدنی*

اللہ پاک نے اِنسان کو پیدا فرمایا اور اسے چھوٹی، بڑی، ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی اور دِینی و دُنیوی ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ چنانچہ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةًؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی۔[1] مزید اِرشاد فرمایا: ﴿وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے۔[2] الغرض اللہ پاک کی اِنسان پر اِتنی نعمتیں ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ اللہ پاک نے اِرشاد فرمایا: ﴿وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَاؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔[3]

اللہ پاک کی اِن اَن گنت نعمتوں پر شکر ادا کرنا جہاں اِسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے وہاں اللہ پاک کی رضا و خوشنودی کا ذَریعہ بھی ہے۔ اللہ پاک شکر ادا کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے جبکہ ناشکری کرنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔ چنانچہ اللہ پاک کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَ لَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَۚ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں اور اگر شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے۔[4] یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک نے قراٰنِ مجید میں کئی مقامات پر اپنا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور ناشکری سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔[5]

یاد رہے کہ اللہ پاک نے اپنا شکر ادا کرنے اور ناشکری سے منع کرنے کا جو حکم دیا ہے اِس میں اِنسان کا اپنا ہی فائدہ اور بھلا ہے۔ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔[6] شکر نعمت میں اِضافے کا سبب جبکہ ناشکری زوالِ نعمت کا سبب ہے۔ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔[7]

اللہ پاک کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک کے اِس فرمانِ عالی شان: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ (ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی۔)[8] کے تحت بخاری شریف میں ہے: وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ یعنی محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کی نعمت ہیں۔[9] آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کی ایسی نعمت ہیں جو ساری نعمتوں کی اَصل بلکہ ساری نعمتوں کو نعمت بنانے والے اور پھر اِن نعمتوں کو مخلوق تک پہنچانے والے بھی ہیں۔ اعلیٰ

* رکن مجلس المدینۃ العلمیہ، ذمّہ دار شعبہ خلیفہ امیر اہلسنت

حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اَولیائے کاملین و علمائے عاملین تصریحیں فرماتے ہیں: اَزل سے اَبد تک، اَرض و سما میں، اُولیٰ و آخرت میں، دِین و دُنیا میں، رُوح و جسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی، جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہِ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔[10]

لاوَرَبِّ الْعَرْش جس کو جو مِلا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسولُ اللہ کی

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی وہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت نعمت ہیں جس پر اللہ پاک نے اِحسان جتاتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: بیشک اللہ کا بڑا اِحسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔[11]

اللہ پاک کے اِسی اِحسان کا شکر ادا کرتے ہوئے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم محفلِ میلاد کا اِنعقاد کر کے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد کا ذِکر خیر کرتے رہے۔ چنانچہ حضرتِ امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک بار رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک حلقے کے پاس تشریف لائے اور اِرشاد فرمایا: تم یہاں کس لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ، وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِکَ ہم یہاں اللہ پاک کا ذِکر کرنے اور اس کی حمد بیان کرنے کے لیے بیٹھے ہیں کہ اُس نے ہمیں دینِ اسلام کا راستہ دِکھایا اور آپ کو بھیج کر ہم پر اِحسان فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اِس بات پر قسم کھاتے ہو کہ تم یہاں اِسی لیے بیٹھے ہو؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ پاک کی قسم! ہم یہاں اِسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَۃَ یعنی ابھی میرے پاس جبریل علیہ السّلام آئے تھے، انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ پاک تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے۔[12]

معلوم ہوا کہ سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری اللہ پاک کی عظیم نعمت ہے، جس پر اللہ پاک نے اِحسان جتایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اِس نعمت کے حصول پر شکر منایا۔

سرکارِ عالی وقار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کی نعمت ہیں اور نعمت کا چرچا کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔[13] یوں ہی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کا فضل اور اس کی رَحمت بھی ہیں۔ فضل ورَحمت کے حصول پر خوشی منانے کا حکم دیتے ہوئے اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔[14]

یاد رَکھیے! نعمت کا چرچا کرنے اور فضل ورَحمت پر خوشی منانے کے مختلف طریقے ہیں۔ سرکار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پیر شریف کے دِن روزہ رکھ کر اپنا یومِ ولادت منایا جیسا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پیر کے روزے کے بارے میں دَریافت کیا گیا تو اِرشاد فرمایا: فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ یعنی اِسی دِن میری وِلادت ہوئی اور اِسی روز مجھ پر وَحی نازِل ہوئی۔[15] یوں ہی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی وِلادت کے واقعات بیان فرما کر بھی اپنا میلاد منایا ہے کہ میں دُعائے ابراہیم ہوں، بَشارتِ عیسیٰ ہوں اور اپنی ماں کا وہ نظارہ ہوں جو اُنہوں نے میری وِلادت کے وقت دیکھا کہ اُن کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے اُن کے لیے شام کے محلات چمک اُٹھے۔[16]

عاشقانِ رسول بھی کبھی روزہ رکھ کر، تو کبھی محفلِ میلاد میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ولادتِ باسعادت کے واقعات، فضائل و کمالات اور معجزات بیان کر کے تو کبھی اپنے گھروں، گلیوں اور محلوں کو سجا کر، تو کبھی سبز سبز جھنڈے لہرا کر اور کبھی جلوسِ میلاد میں جا کر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا میلاد مناتے ہیں۔

---

(1) پ21، لقمٰن:20 (2) پ14، النحل:53 (3) پ14، ابرٰھیم:34 (4) پ23، الزمر:7 (5) پ2، البقرۃ:152 (6) پ19، النمل:40 (7) پ13، ابرٰھیم:7 (8) پ13، ابرٰھیم:28 (9) بخاری، 3/11، حدیث:3977 (10) فتاویٰ رضویہ، 30/141 (11) پ4، آلِ عمرٰن:164 (12) مسند امام احمد، 6/14، حدیث:16835 مختصراً (13) پ30، الضحٰی:11 (14) پ11، یونس:58 (15) مسلم، ص455، حدیث:2750 (16) مسند امام احمد، 6/87، حدیث:17163۔

تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت اور ہماری ذمہ داری

مولانا ابو محمد عطاری مدنی*

اللہ پاک نے تمام انبیاو مُرسلین کے بعد سب سے آخر میں حُضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اِس دنیا میں مبعوث فرماکر نبوت ورسالت کا سلسلہ ختم فرمادیا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے یا حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت ملنا ناممکن ہے، یہ دینِ اسلام کا ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ جس کا انکار کرنے والا یا اس میں ذرّہ برابر بھی شک و شبہ کرنے والا کافر و مرتد ہو کر دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے۔

اس عقیدے کو عقیدۂ ختمِ نبوت کہتے ہیں اور اس عقیدے کا تحفظ ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے۔ یہ عقیدہ محفوظ ہے تو دین و ایمان محفوظ ہے اور اس عقیدے میں کمزوری ایمان کے لیے خطرے کا باعث ہے۔

رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے زمانے سے لے کر اب تک مسلمان اس عقیدے کا تحفظ کرتے آئے ہیں اور اِن شآءَ اللہُ الکریم رہتی دنیا تک کرتے رہیں گے کہ یہ عقیدہ ضروریاتِ دین سے ہے بلکہ اس عقیدے کا تعلق رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ سے ہے گویا اس عقیدے کا تحفظ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ کی خدمت ہے اور اس کا صلہ آخرت میں نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفاعت اور جنّت میں داخلہ کی صورت میں ملے گا۔ اِن شآءَ اللہُ الکریم!

موجودہ دور میں قادیانی کافر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ پاک کا آخری نبی نہیں مانتے بلکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں جو کہ قراٰن و حدیث اور اجماعِ اُمّت کا انکار ہے۔ اسی وجہ سے علمائے کرام نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا اور آئینِ پاکستان میں انہیں کافر قرار دیا گیا۔ اور یہ قانون طے پاگیا کہ قادیانی نہ تو خود کو مسلمان کہلوا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی بھی اسلامی علامت کا استعمال کرسکتے ہیں۔ لیکن قادیانی کافر اس قانون پر عمل نہیں کرتے اور اپنے نام اسلامی ناموں پر رکھ کر، اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کے انداز میں بنا کر، اُنہیں مسجد کا نام دے کر، قراٰنِ کریم کو اپنی مذہبی کتاب بتاکر اور اپنے آپ کو مسلمان بتاکر بھولے بھالے مسلمان عوام کو دھوکا دے رہے ہیں اور سیدھی سادھی مسلمان عوام کو اپنے قادیانی مذہب میں داخل کر رہے ہیں۔

قادیانی کافروں کی اس سازش کو ناکام بنانے کے لیے ہماری ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ ہم جس سطح پر ہیں اُس پر رہتے ہوئے مسلمان عوام میں عقیدۂ ختمِ نبوت کو مضبوط بنائیں اور اس عقیدے کے تحفظ کے لیے ہم عوام میں دل و جان سے محنت کریں تاکہ عوام کو عقیدۂ ختمِ نبوت کی آگاہی ملے اور عوام قادیانی کافروں کی ناپاک سازشوں سے بچ سکے۔

✿ آپ گھر کے بڑے ہیں تو گھر میں اپنے بیوی بچوں، بہن بھائیوں اور گھر کے دیگر افراد کو عقیدۂ ختمِ نبوت کے بارے میں بتائیے کہ ”حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اللہ پاک کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا“ اور انہیں یہ بھی بتائیے کہ اس دور میں قادیانی کافر حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخری نبی نہیں مانتے، اگر کوئی قادیانی آپ کا ذہن واش کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے کا کہے یا آپ کو اپنی عبادت گاہ چلنے کا کہے یا آپ کی مالی مدد کرنے کا کہے تو فوراً اُس سے دور ہو جائیے اور اُس سے کسی بھی قسم کی کوئی بات کرنے یا تعلق رکھنے سے گریز کیجیے ورنہ یہ ایمان کے لیے خطرناک ہوسکتا ہے۔

✿ آپ عالمِ دین ہیں تو اپنے اِرد گرد کے لوگوں میں عقیدۂ ختمِ

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

نبوت کی اہمیت قراٰن و حدیث اور عقلی دلائل سے اُجاگر کیجیے، اس کے لیے بیانات، مختلف سیمینارز، کانفرنسز اور کورسز کا اہتمام کیجیے۔ ممکن ہو تو دو چار صفحات کا مختصر بک لیٹ تیار کر کے عوامُ النّاس میں بلکہ گھر گھر اسے عام کیجیے۔ یونہی جدید تقاضوں کے پیشِ نظر مختصر کلپ اور پوسٹ وغیرہ بنا کر اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر وائرل کر کے سوشل میڈیا صارفین تک عقیدۂ ختمِ نبوت کی آگاہی فراہم کیجیے تاکہ سوشل میڈیا یوز کرنے والے افراد بھی عقیدۂ ختمِ نبوت پر مضبوطی سے قائم رہیں اور گمراہ ہونے سے بچیں۔

❁ آپ پیر صاحب یا سجادہ وگدی نشین ہیں تو اپنے حلقۂ احباب اور مریدین کو عقیدۂ ختمِ نبوت پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے اور قادیانی لابی سے بچنے کی تاکید کیجیے۔ اس کے لیے خانقاہ میں وقتاً فوقتاً قراٰن و حدیث اور عقلی دلائل سے اس عقیدے کی اہمیت کو بیان کرنے کی ترکیب بنائیے۔

❁ آپ امام صاحب ہیں تو اپنی مسجد میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے حوالے سے نمازیوں کو آگاہی فراہم کیجیے، اس کے لیے مسجد میں مختلف مواقع پر ہونے والے بیانات میں اس عقیدے کی اہمیت کو بیان کیجیے، بالخصوص 7 ستمبر کے دن مسجد میں عقیدۂ ختمِ نبوت کانفرنس منعقد کیجیے اور نمازیوں کو بتائیے کہ ختمِ نبوت کے منکر قادیانیوں کو 7 ستمبر 1974ء کو آئینِ پاکستان میں کافر قرار دیا گیا تھا، ان سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

❁ آپ قاری صاحب ہیں تو اپنے مدرسے کے بچوں کو عقیدۂ ختمِ نبوت کے بارے میں بتائیے، قادیانیوں کے بارے میں بتائیے اور بچوں کو قادیانیوں سے دور رہنے کی تاکید کیجیے، عقیدۂ ختمِ نبوت پر قراٰن و حدیث اور عقلی دلائل پر مشتمل سوال جواب کے ذریعے بچوں کے مقابلے کروائیے تاکہ یوں بھی بچوں کے ذہنوں میں عقیدۂ ختمِ نبوت پختہ و مضبوط ہو۔

❁ آپ نعت خواں ہیں تو نعت خوانی میں عقیدۂ ختمِ نبوت پر لکھے ہوئے مستند کلام پڑھیے، نعت خوانی میں آئے ہوئے افراد کو عقیدۂ ختمِ نبوت کے بارے میں بتائیے اور اُنہیں قادیانی کافروں سے دور رہنے کی ترغیب دلائیے۔ اسی طرح اپنے سوشل اکاؤنٹ پر بھی گاہے بہ گاہے عقیدۂ ختمِ نبوت پر کلام شیئر کیجیے یا مختصر کلپ یا پوسٹ شیئر کر کے سوشل میڈیا پر بھی عقیدۂ ختمِ نبوت کا پرچار کیجیے۔

❁ آپ ٹیچر ہیں تو اپنے طلبہ کو عقیدۂ ختمِ نبوت کے بارے میں بتائیے اور اُنہیں بھی قادیانی لابی سے دور رہنے کی تلقین کیجیے اور طلبہ کو یہ ذہن دیجئے کہ چاہے کوئی قادیانی کتنے ہی دلائل دے یا آپ کی مالی مدد کرے یا آپ کو اسکالر شپ یا باہر ملک وغیرہ بھیجنے کا لالچ دے آپ نے اُس کی کسی قسم کی باتوں میں نہیں آنا ہے اور عقیدۂ ختمِ نبوت کو نہیں چھوڑنا ہے۔

❁ آپ کسی کمپنی، آفس یا دکان پر جاب کرتے ہیں تو اپنے کولیگز کو عقیدۂ ختمِ نبوت کے بارے میں بتائیے اور اُنہیں بھی قادیانی لابی سے دور رہنے کی تاکید کیجیے۔ اگر آپ مالک ہیں تو قادیانی ورکر رکھنے سے ہی اجتناب کیجیے کہ مشہور مثال ہے: ایک مچھلی پورے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔

❁ اسی طرح محلے میں اور دوستوں میں بھی عقیدۂ ختمِ نبوت کے بارے میں آگاہی فراہم کیجیے اور اُنہیں بھی قادیانی لابی سے بچنے کا ذہن دیجئے۔

❁ آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے لہٰذا سوشل میڈیا پر بھی عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لیے اپنے سوشل اکاؤنٹ پر اس حوالے سے مستند مواد شیئر کیجیے تاکہ عوامُ النّاس کو اس عقیدے کے بارے میں معلومات حاصل ہوں اور وہ بھی گمراہ و باطل عقائد اختیار کرنے سے بچیں۔ نیز سوشل میڈیا پر جو بھی عقیدۂ ختمِ نبوت کے بارے میں غلط بات کرے اس کو پڑھنے، سننے اور وائرل کرنے سے بچیے۔

نوٹ: قادیانیوں کے ساتھ میل جول رکھنا، ان کے ساتھ کھانا پینا، تعلق رکھنا، ان سے خرید و فروخت کرنا، ان سے مفت ادویات لینا، ان کی غمی خوشی میں شریک ہونا یا ان کو اپنی غمی خوشی میں شریک کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اسی طرح ان کو استاذ بنانا یا بچوں کو ان سے پڑھوانا بھی ناجائز و حرام ہے۔ (ماخوذ از: ویب سائٹ دارالافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی))

محمدِ مصطفےٰ سب سے آخری نبی
احمدِ مجتبےٰ سب سے آخری نبی

اللہ پاک ہمیں مرتے دَم تک عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ کرنے اور اس عقیدے پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

احکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

اگر آپ بھی کاروباری مسائل سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس پر اپنا سوال لکھ کر بھیج دیں۔ iec@daruliftaahlesunnat.net

1 چیز بیچنے کا وعدہ کرنے کے بعد نہ بیچنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے اپنے دوست سے یوں طے کیا کہ میں آپ کو دس دن بعد بائیک بیچوں گا۔ ابھی صرف معاہدہ ہی ہوا تھا، قیمت میں سے کچھ بھی میں نے وصول نہیں کیا تھا۔ کچھ دنوں بعد قیمتوں میں 25 فیصد اضافہ ہوا جس کی وجہ سے اب میرا بیچنے کا ارادہ نہیں ہے کیونکہ اب مجھے نقصان ہو گا۔ وقتِ معاہدہ میرا ارادہ پختہ تھا کہ میں بیچوں گا لیکن مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ قیمتیں اتنی بڑھ جائیں گی۔ جب کہ وہ دوست خریدنے پر بضد ہے کیونکہ اگر وہ مارکیٹ ریٹ پر خریدتا ہے تو اسے بائیک 125000 میں خریدنی پڑے گی جب کہ اگر وہ مجھ سے لیتا ہے تو میرے کئے ہوئے وعدے کے مطابق اسے 100000 میں پڑے گی۔ آپ راہنمائی فرمائیں کہ یہ جو میں نے وعدہ بیع کیا تھا شرعاً اس سے پھرنا کیسا؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: مستقبل کے کلمات کا استعمال کرتے ہوئے یوں کہنا کہ میں یہ چیز تمہیں بیچوں گا، یا فلاں چیز میں خریدوں گا۔ یہ حقیقۃً بیع نہیں ہے بلکہ وعدۂ بیع ہے۔ کیونکہ قوانینِ شرعیہ کے مطابق انشاءِ بیع کے لیے ضروری ہے کہ عاقدین میں سے ہر ایک یا تو ماضی کا لفظ استعمال کرے مثلاً بیچا، خریدا۔ یا عاقدین دونوں ہی حال کے لفظ استعمال کریں، مثلاً بیچتا ہوں، خریدتا ہوں۔ یا ایک ماضی کا اور دوسرا حال کا مثلاً بیچا، خریدتا ہوں۔ اگر کسی نے مستقبل کے صیغوں کا استعمال کیا جن سے عرف میں انشاءِ عقد کا ارادہ نہ کیا جاتا ہو تو اب یہ معاہدہ عقدُ البیع نہ ہو گا۔ چونکہ وعدے کے وقت آپ کا ارادہ مکمل کرنے کا تھا اور ہونا بھی ایسا چاہئے کہ شریعتِ مطہرہ وعدوں کو پورا کرنا پسند فرماتی ہے۔ لیکن نقصان سے بچنے کے لیے اب آپ اس وعدے کو پورا نہیں کرنا چاہ رہے، لہٰذا آپ گنہگار بھی نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اپنے قول (عہد) پورے کرو۔ (پ6، المآئدۃ: 1)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”دونوں کے الفاظ ماضی ہوں جیسے خریدا بیچا یا دونوں حال ہوں جیسے خریدتا ہوں بیچتا ہوں یا ایک ماضی اور ایک حال ہو مثلاً ایک نے کہا بیچتا ہوں دوسرے نے کہا خریدا۔ مستقبل کے صیغہ سے بیع نہیں ہو سکتی دونوں کے لفظ مستقبل کے ہوں یا ایک کا مثلاً خریدونگا بیچوں گا کہ مستقبل کا لفظ آئندہ عقد صادر کرنے کے ارادہ پر دلالت کرتا ہے فی الحال عقد کا اثبات نہیں کرتا۔“ (بہار شریعت، 2/618)

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نورالعرفان، کھارادر کراچی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”خلف وعدہ جس کی تین صورتیں ہیں اگر وعدہ سرے سے صرف زبانی بطور دنیاسازی کیا اور اسی وقت دل میں تھا کہ وفانہ کریں گے تو بے ضرورت شرعی وحالت مجبوری سخت گناہ وحرام ہے ایسے ہی خلاف وعدہ کو حدیث میں علامات نفاق سے شمار کیا۔۔۔ اور اگر وعدہ سچے دل سے کیا پھر کوئی عذر مقبول وسبب معقول پیدا ہوا تو وفانہ کرنے میں کچھ حرج کیا، ادنیٰ کراہت بھی نہیں جبکہ اس عذر و مصلحت کو اس وفائے وعدہ کی خوبی و فضیلت پر ترجیح ہو۔۔۔ اور اگر کوئی عذر و مصلحت نہیں بلاوجہ نسبت چھڑائی جاتی ہے تو یہ صورت مکروہ تنزیہی ہے۔۔۔ یہ بات اس تقدیر پر بے جا و خلافِ مروت ہے، مگر حرام و گناہ نہیں، حضور سید العالمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: ”لیس الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان یفی ولکن الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان لایفی یعنی وعدہ خلافی یہ نہیں کہ آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت اس وعدہ کو پورا کرنے کی ہو، بلکہ وعدہ خلافی یہ ہے کہ آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت وعدہ پورا کرنے کی نہ ہو۔“ (فتاویٰ رضویہ، 12/281تا283ملتقطاً)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 گھر کی قسطیں مکمل ہونے سے پہلے آگے کرایہ پر دینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید، بکر سے ایک گھر پندرہ لاکھ روپے میں قسطوں پر خریدنا چاہتا ہے جس میں سے دس لاکھ روپے زید بوقتِ خریداری ادا کردے گا اور پانچ لاکھ روپے ایک طے شدہ مدت میں قسط وار ادا کرے گا، دس لاکھ روپے ادا کرنے کے بعد زید وہ گھر اپنے قبضے میں لے کر کرائے پر دے دے گا اور اس سے حاصل ہونے والے کرائے سے بکر کو گھر کی بقیہ قیمت قسطوں کی صورت میں ادا کرے گا میرا سوال یہ ہے کہ کیا زید کا گھر کی مکمل قسطیں ادا کرنے سے پہلے گھر کرائے پر دینا جائز ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں مکمل قسطیں ادا کیے بغیر بھی زید کا مذکورہ گھر کو کرائے پر دینا جائز ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ عقد بیع فقط درست ایجاب وقبول(Offer And Acceptance)کے ذریعے منعقد ہوجاتی ہے، جس کے بعد خریدار مبیع(Goods)کا اور بیچنے والا ثمن(Price)کا مالک ہوجاتا ہے۔ پھر ثمن کی ادائیگی کبھی نقد کی جاتی ہے اور کبھی ادھار قسطوں کی صورت میں کی جاتی ہے، ثمن کی ادائیگی نقد کی جائے یا قسط وار بہر دو صورت بیع درست ہوتی ہے، اور مشتری مبیع کا مالک بن جاتا ہے۔ جب خریداری مکمل طور پر ادھار پر ہو یا کچھ رقم ادھار ہو تو بیچنے والے کو رقم ملنے سے قبل چیز روکنے کا اختیار بھی نہیں ہوتا۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں جب زید، بکر سے مذکورہ گھر خرید لے گا، باہمی ایجاب و قبول ہوجائے گا، تو زید گھر کا مالک ہوجائے گا، گھر پر قبضہ کرنے کے بعد وہ اس گھر کو کرایہ پر دے سکتا ہے، اگرچہ اس خریداری میں قیمت قسط وار ادا کرنا طے پایا ہو۔

بیع کا حکم بیان کرتے ہوئے بہارِ شریعت میں ہے: ”بیع کا حکم یہ ہے کہ مشتری مبیع کا مالک ہوجائے اور بائع ثمن کا۔“ (بہار شریعت،2/617)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کاروباری مسائل جاننے کے لئے ہماری ویب سائٹ
www.iecdawateislami.com
کے ذریعے Take Appointment پورٹل پر لاگ اِن ہوکر Appointment لے سکتے ہیں۔

روشن ستارے

دِلوں پر دستِ شفقت کی برکتیں

مولانا اویس یامین عطّاری مَدَنی*

حضور سرورِ کائنات، رحمتِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے امّت پر شفقت و مہربانی کے کئی انداز اپنائے، انہی میں سے ایک انداز یہ بھی تھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کسی بات پر تنبیہ کرنے یا توجہ دلانے یا بطورِ برکت کئی صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے سینے پر ہاتھ مبارک مارا۔ دستِ مبارک جب کسی کے سینے پر پڑتا تو وہ سینہ علم و حکمت، ایمان و بصیرت اور نور و معرفت کا خزینہ بن جاتا۔ جس کے سینے پر دستِ شفقت مارتے اس کے مقدر کے دروازے کھل جاتے۔

یہی وہ لمحات ہیں جنہیں پڑھتے ہوئے دل تڑپ اٹھتا ہے کہ اے کاش! ہم بھی اُس مقدر والے قافلے میں شامل ہوتے۔ لیکن ان مقدس واقعات میں ہمارے لیے آج بھی بے شمار سبق، تربیت، اور جذباتی وابستگی کے لمحے موجود ہیں۔ یہ مضمون اُسی محبتِ رسول، اُسی رحمتِ لمس، اور اُسی قیادت کے انداز کو بیان کرتا ہے جس میں تربیت بھی ہے، دُعا بھی، روحانی فیضان بھی، اور قیادت کا بے مثال اسلوب بھی۔

آیئے! چند ان خوش نصیب صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم کے مسرور کن واقعات پڑھتے ہیں جنہیں نبی رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے دستِ شفقت سے نوازا، اور اُن کے سینے ایمان، علم، ہدایت اور محبتِ رسول سے بھر گئے۔

نورِ ایمان، حضرت عمر رضی اللہُ عنہ کے دل میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما کا بیان ہے کہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا دستِ شفقت تین بار آپ رضی اللہُ عنہ کے سینے پر مارتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَللّٰھُمَّ اَخْرِجْ مَافِیْ صَدْرِہٖ مِنْ غِلٍّ وَّاَبْدِلْہُ اِیْمَاناً یعنی اے اللہ! اس کے سینے میں جو بھی اسلام کی دشمنی ہے اُسے نکال کر ایمان سے تبدیل فرمادے۔[1]

حضرت علی رضی اللہُ عنہ کی قوتِ فیصلہ کا راز مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت علیُّ المُرتضیٰ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو میں نے عرض کی: یَارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ مجھے بھیج رہے ہیں،

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

میں تو کم عمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کے بارے میں بھی معلومات نہیں ہے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا دستِ شفقت میرے سینے پر مارتے ہوئے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَلْبَهٗ وَثَبِّتْ لِسَانَهٗ یعنی اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور زبان کو ثابت رکھ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے کبھی فریقین کے درمیان فیصلہ کرنے میں پریشانی نہیں ہوئی۔(2)

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا سینہ، بنا علم و حکمت کا خزینہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا دستِ شفقت ان کے سَر پر رکھا اور یہ دُعا دی: اَللّٰهُمَّ اَعْطِهِ الْحِكْمَةَ وَعَلِّمْهُ التَّاْوِيلَ یعنی اے اللہ! اسے حکمت و دانائی اور تفسیر کا علم عطا فرما۔ پھر اپنا دستِ شفقت ان کے سینے پر رکھا تو انہوں نے اُس کی ٹھنڈک اپنی پیٹھ میں محسوس کی۔ پھر یہ دُعا دی: اَللّٰهُمَّ احْشِ جَوْفَهٗ حُكْمًا وَعِلْمًا یعنی اے اللہ! اس کا سینہ علم و حکمت کا گنجینہ بنادے۔ اس دُعائے نبوی کی برکت ایسی ظاہر ہوئی کہ آپ کبھی کسی سوال کا جواب دینے سے نہ گھبرائے اور تاحیات اُمت کے بہت بڑے عالم رہے۔(3)

سینے پر دستِ شفا، دل میں ٹھنڈک حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور اپنا دستِ شفقت میرے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل پر محسوس کی۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم دل کے مریض ہو، حارث ابنِ کَلَدہ ثقفی کے پاس جاؤ وہ علاج کرتا ہے۔ وہ مدینہ کی سات عَجْوہ کھجوریں لے کر گٹھلیوں سمیت کُوٹ لے پھر تم کو پلادے۔(4)

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: احادیثِ شریفہ کی تجویز فرمائی ہوئی دوائیں کسی طبیب کی رائے سے استعمال کرنا چاہئیں جو ہمارے مزاج، مَوسم، دَوا کی تاثیر اور ہمارے مَرَض کی کیفیت سے خبردار ہو۔(5)

حضرت ابو قُحافہ رضی اللہ عنہ کے دل پر اسلام کی دستک حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ فتحِ مکہ کے موقع پر جب رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسجدُ الحرام میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد ابو قُحافہ عثمان بن عامر کو لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوگئے۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: هَلَّا تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا آتِيْهِ فِيْهِ یعنی تم نے ان کو گھر پر ہی کیوں نہیں رہنے دیا یہاں تک کہ میں خود ان کے پاس آجاتا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: يَا رَسُوْلَ اللهِ هُوَ اَحَقُّ اَنْ يَّمْشِيَ اِلَيْكَ مِنْ اَنْ تَمْشِيَ اَنْتَ اِلَيْهِ یعنی یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں بجائے یہ کہ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابو بکر صدیق کے والد کو اپنے سامنے بٹھایا اور ان کے سینے پر اپنا دستِ شفقت پھیر کر فرمایا: اسلام قبول کرو۔ اتنا فرمانا تھا کہ وہ اسلام قبول کرکے دائرۂ اسلام میں داخل ہوگئے۔(6)

خشیتِ خدا اور محبتِ مصطفےٰ کا حسین امتزاج حضرت اُبَی بن کَعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے پوچھا: اے ابو مُنذِر! (یہ حضرت اُبَی بن کَعب رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا تمہیں معلوم ہے کہ قراٰنِ کریم کی آیتوں میں سے کون سی آیت بڑی فضیلت والی ہے؟ میں نے کہا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ یعنی اللہ پاک اور اُس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پھر مجھ سے پوچھا: اے ابو مُنذِر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ قراٰنِ کریم کی آیتوں میں سے کون سی آیت بڑی فضیلت والی ہے؟ میں عرض کی: اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (ترجَمۂ کنزُالایمان: اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا)۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللہ پاک کی قسم! اے ابو مُنذِر تمہیں علم مبارک ہو۔(7) اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک اور موقع پر حضرت اُبَی بن کَعب رضی اللہ عنہ کے سینے پر اپنا دستِ شفقت مارا تھا اُس وقت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے سینے پر اپنا دستِ شفقت مارا تو میں پسینے سے شرابور ہوگیا اور خوف سے میں ایسا ہوگیا گویا رب کو دیکھ رہا ہوں۔(8)

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس وقت (حضرت اُبَی کو) جو فیضان (حاصل) ہوا ہوگا وہ بیان سے باہر ہے، حضرت اُبَی کو پسینہ آجانا قوتِ فیض کی بنا پر تھا حُضورِ انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کو جاڑوں

کے موسم میں وحی نازل ہونے پر پسینہ آجاتا تھا بعض مشائخ اپنے مریدین کو ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فیض دیتے ہیں ان کا ماخذ یہ حدیث ہے۔[9]

دستِ مبارک سے دادِ فیض و تحسین

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے جب حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہُ عنہ کو یمن کی طرف (قاضی بناکر) بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو ان سے پوچھا: جب تمہارے سامنے کسی کا مقدمہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کروگے؟ حضرت مُعاذ رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: اللہ پاک کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے پھر پوچھا: اگر تم اللہ پاک کی کتاب میں (اس کا حکم) نہ پاؤ (تو کیسے فیصلہ کروگے)؟ حضرت مُعاذ رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: اللہ پاک کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سنّت سے فیصلہ کروں گا۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے پھر پوچھا: اگر تم اللہ پاک کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی سنّت میں (اس کا حکم) نہ پاؤ اور نہ اللہ پاک کی کتاب میں پاؤ (تو کیسے فیصلہ کروگے)؟ حضرت مُعاذ رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور حقیقت تک پہنچنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ (ان کی بات سُن کر) نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ان کے سینے پر اپنا دستِ شفقت مارا اور فرمایا: اللہ ربُّ العزّت کا شکر ہے کہ جس نے اللہ کے رسول کے بھیجے ہوئے کو اس چیز کی توفیق بخشی جو اللہ کے رسول کو خوش کرے۔[10]

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضورِ انور (صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم) کا آپ کے سینہ پر ہاتھ مارنا یا تو شاباش دینے کے لئے یا اپنا فیض آپ کے سینے میں پہنچانے کے لئے تھا کہ اس کی برکت سے رب تعالیٰ انہیں خطا سے بچائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء کے اجتہادات و قیاسات بالکل حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی مرضی کے مطابق ہیں اور یہ کہ اُصولِ اسلام صرف قرآن و حدیث نہیں بلکہ قیاسِ مجتہد بھی ہے۔ خیال رہے کہ اُصولِ دین چار چیزیں ہیں: قرآن، سنّت، اِجماعِ اُمّت و قیاس۔ اِجماع اور قیاس کا ثبوت قرآنِ کریم سے بھی ہے۔[11]

حضرت جَریر کے لیے گھڑسواری کے نئے دور کا آغاز

حضرت جریر بن عبدُ اللہ رضی اللہُ عنہ نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی کہ میں گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے میرے سینے پر اپنا دستِ شفقت مارا حتی کہ میں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے ہاتھ کا اثر اپنے سینے میں پایا اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے یہ دُعا فرمائی: اے اللہ پاک! اس کو گھوڑے پر جم کر بیٹھنے کی قوت عطا فرما اور اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔[12]

حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: دیکھو یہ ہے عطاء مصطفوی، حضرت جریر کو انگلیوں کے ذریعہ قوتِ قلبی بخشی جس سے وہ گھوڑے پر ٹھہرنے لگے حضور کی ہتھیلی اور قدم شریف کی ٹھنڈک ان سے ہی پوچھو جنہیں ایسے موقع ملے۔ (مزید فرماتے ہیں:) یہ ہے سوال سے زیادہ عطا حضرت جریر نے صرف قوتِ قلبی مانگی تھی مگر تین نعمتیں عطا ہوئیں قوتِ قلبی، ہدایت پر قائم رہنا اور لوگوں کو ہدایت دینا کہ ان کے ذریعہ لوگ ہدایت پر آجائیں۔[13]

قوتِ حافظہ کی دولت عطا ہوئی

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہُ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں اپنی کمزور یادداشت کے سبب قراٰنِ کریم یاد نہ ہونے کی شکایت کی۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ شیطان (کی وجہ سے) ہے جسے خَنْزَب کہا جاتا ہے۔ اے عثمان! میرے قریب آؤ۔ (جب میں قریب ہوا) تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے میرے منہ میں اپنا لُعابِ دَہن ڈالا اور اپنا دستِ شفقت میرے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کی۔ پھر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس دن کے بعد سے میں جو چیز بھی سنتا ہوں مجھے یاد ہو جاتی ہے۔[14]

دستِ شفقت کا نور جو تاریکی مٹادے

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے حضرت اسید بن ابی ایاس رضی اللہُ عنہ کے چہرے پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے ان کے سینے پر اپنا دستِ پُرانوار رکھا۔ اس کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ حضرت اسید بن ابی ایاس رضی اللہُ عنہ جب بھی کسی تاریک گھر میں داخل ہوتے تو وہ گھر روشن ہو جاتا۔[15]

دستِ شفقت، کشادگیِ رزق کا ضامن

حضرت قَیس بن سلع انصاری رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میرے بھائیوں نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے میری شکایت کی کہ یہ اپنا مال بہت خرچ کرتے

ہیں اور اس معاملے میں ان کا ہاتھ بہت کُھلا ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے پوچھا: اے قیس! کیا معاملہ ہے تمہارے بھائی تمہاری شکایت کر رہے ہیں؟ اور وہ گمان کر رہے ہیں کہ تم اپنا مال بہت خرچ کرتے ہو اور اس معاملے میں تمہارا ہاتھ بہت کُھلا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں پھلوں میں سے اپنا حصہ لے کر راہِ خدا میں اور اپنے ساتھیوں پر خرچ کر دیتا ہوں۔ (یہ بات سُن کر) حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے سینے پر اپنا دستِ شفقت مارا اور تین بار یہ ارشاد فرمایا: خرچ کر اللہ پاک تجھ پر خرچ کرے گا۔ اس کے بعد میں اللہ پاک کی راہ میں نکل گیا میرے ساتھ صرف میری سواری ہی تھی اور آج میں اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ مال دار اور خوش حال ہوں۔[16]

دستِ مبارک کی بدولت سیرابی کی نعمت حضرت ابوغزوان رضی اللہُ عنہ قبولِ اسلام سے پہلے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ابوغزوان۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے لئے سات بکریوں کا دودھ دوہا تو انہوں نے وہ سب پی لیا۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہوگئے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ رضی اللہُ عنہ کے سینے پر اپنا دستِ شفقت پھیرا۔ دوسرے دن صبح کے وقت صرف ایک بکری کا دودھ دوہا تو آپ رضی اللہُ عنہ وہ دودھ پورا نہیں پی سکے۔ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اے ابوغزوان کیا بات ہے؟ حضرت ابوغزوان رضی اللہُ عنہ نے عرض کی: اُس ذات کی قسم جس نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں سیراب ہوگیا ہوں۔[17]

دل، نیکی و بدی کی پہچان کا پیمانہ بن گیا حضرت وابِصہ بن معبد رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے (میرے دل کا حال جانتے ہوئے) ارشاد فرمایا: اے وابِصہ! تم نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے دستِ مبارک کی انگلیاں جمع کرکے انہیں میرے سینے پر مارا اور تین بار یہ ارشاد فرمایا: اِسْتَفْتِ نَفْسَكَ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ يَاوَابِصَةَ یعنی اے وابِصہ! اپنے ضمیر اور دل سے فتویٰ لے لیا کرو۔ نیکی وہ ہے جس پر طبیعت جمے اور دل مطمئن ہو اور گناہ وہ ہے جو طبیعت میں چبھے اور دل میں کھٹکے اگرچہ لوگ تمہیں فتویٰ دیں یا تم سے لیں۔[18]

دل میں گھر کرتے نصیحت کے موتی ایک بار حضرت ابوذر غفاری رضی اللہُ عنہ نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں چند بار عرض کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حسبِ حال نصیحتیں ارشاد فرماتے رہے اور آخری نصیحت یہ ارشاد فرمائی: لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ پھر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا دستِ شفقت میرے سینے پر مارا اور ارشاد فرمایا: اے ابوذر! عقل جیسی کوئی تدبیر نہیں، گناہوں سے بچنے جیسی کوئی پرہیزگاری نہیں، حسنِ اخلاق جیسی کوئی کمائی نہیں۔[19]

اے عاشقانِ رسول! ان واقعات کو پڑھ کر دل میں حسرت اٹھتی ہے کہ کاش ہم بھی رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاکیزہ زمانے میں ہوتے اور ہمارے ساتھ بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آتا جس میں حضور رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے سینے پر اپنا دستِ شفقت مارتے اور ہمارے سینے دستِ اقدس کے فیض سے روشن و منور ہوجاتے۔ لیکن ہمیں اپنی اس حسرت پر مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اِستغاثَہ پیش کریں کہ یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! ہم جیسے بھی ہیں مگر ہیں آپ کے امتی، آقا! ہمارے سینے پر بھی اپنا دستِ شفقت پھیر کر ہمارے سینے کو گناہوں سے پاک اور اپنے نور سے منور فرمادیجئے۔

اعلیٰ حضرت کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ حضور رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

دل درد سے بِسْمِل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینہ پہ تسلّی کو ترا ہاتھ دَھرا ہو[20]

یعنی اے اللہ پاک کے آخری نبی، مکی مدنی، محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ذبح کے وقت جانور جس طرح تڑپ رہا ہوتا ہے اُس طرح میرا دل آپ کے عشق میں تڑپ رہا ہو حضور! اُس وقت آپ تسلی کے لئے اپنا دستِ اقدس میرے سینے پر رکھ دیجئے گا۔

حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا شفقت و رحمت کا یہ انداز ایک عظیم قائد و راہنما، ایک ماہرِ نفسیات اور ایک شفیق و مہربان

سرپرست کی شان کو ہم پر عیاں کرتا ہے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ کے اس پہلو میں ہمارے لیے کئی طرح کی نصیحتیں اور دروس ہیں:

راہنمائی دل سے کی جائے، محض زبان سے نہیں: نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سینوں پر ہاتھ رکھ کر صحابہ کے دلوں میں نورِ ایمان، ہدایت، علم، شجاعت اور حکمت منتقل کی یہ قیادت کا ایسا روحانی اسلوب ہے جو دلوں کو فتح کرتا ہے، آج کے رہنما اگر چاہیں کہ ان کے ماننے والے خلوص سے ان کے ساتھ جڑیں، تو وہ صرف خطاب نہ کریں، بلکہ دلوں سے تعلق پیدا کریں۔

دعا اور فیضان کے ذریعے صلاحیت اُجاگر کرنا: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ کی صلاحیتوں کو پہچانا، ان کے دلوں پر ہاتھ رکھ کر دعا کی، اور ان کے اندر پوشیدہ بصیرت و فہم کو جگایا۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہر شاگرد، ہر نَو آموز، ہر ماتحت میں ایک پوشیدہ خزانہ ہوتا ہے۔ ایک اچھا قائد وہی ہوتا ہے جو اسے تلاش کرے، نکھارے اور اس پر اعتماد کرے۔

محبت بھرے لمس کی طاقت: آج کے دور میں تربیت، اصلاح اور راہنمائی کا عمل سخت کلامی، تنقید اور ڈانٹ ڈپٹ سے غیر مؤثر ہو جاتا ہے۔ مگر رسول کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے محبت اور جسمانی نرمی (ہاتھ رکھ کر دعا دینا) کو ذریعہ بنایا، اس انداز کو آج کے والدین، اساتذہ، عُلَما اور راہنماؤں کو اپنانا چاہئے تاکہ دل میں تبدیلی آئے۔

ہر فرد کو اس کی اہلیت کے مطابق موقع دینا: حضرت علی، معاذ، ابن عباس رضی اللہ عنہم جیسے نوجوانوں کو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بڑے کاموں کے لیے چنا، ان پر ہاتھ رکھ کر دعائیں کیں اور ان پر اعتماد فرمایا۔ آج کے قائدین کو بھی نوجوانوں پر بھروسا کرنا سیکھنا چاہیے، انہیں مواقع دینا چاہئیں اور ان کی فکری تربیت کرنی چاہئے۔

باطن کی اصلاح کو مقدم رکھنا: بعض واقعات میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سینے پر ہاتھ رکھ کر ہدایت کے ملنے اور شیطان سے بچنے کی دعا فرمائی، قیادت کا اصل مقصد صرف ظاہری تبدیلی نہیں بلکہ باطنی صفائی اور فکری بیداری ہے۔ آج کے مبلغین اور راہنماؤں کو دلوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

قیادت شفا اور رحمت بنے، سختی اور رعب نہیں: قیادت کا اصل جوہر اس وقت نمایاں ہوتا ہے جب وہ صرف راہ دکھانے والی نہ ہو بلکہ درد بانٹنے والی ہو، اور چھوٹوں پر شفقت کرنے والی ہو۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیماری اور تکلیف کے مواقع پر صحابہ کے ساتھ شریک غم ہوئے، ان کی عیادت کی، ان کے سرہانے بیٹھے، دل جوئی کی اور سینے پر ہاتھ رکھ کر شفا کی دعا دی۔ جب حضرت سعد بیمار ہوئے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے پاس جاکر نہ صرف تسلی دی بلکہ علاج کی جانب راہنمائی بھی فرمائی۔

فیصلہ سازی میں عقل اور بصیرت کی تربیت دینا: حضرت معاذ بن جبل کے واقعے سے ہمیں سیکھنا چاہئے کہ قیادت فیصلہ سازی کی تربیت دینا بھی ہے۔ ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا اور اخلاقی بصیرت اُبھارنا بھی ہے تاکہ ماتحت خود سوچ سکیں۔

الغرض آج کا قائد، سرپرست، عالم، استاد، بزرگ، باپ یا ماں اگر واقعی اثر انگیز بننا چاہتے ہیں تو انہیں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فیض بھرے انداز کو اپنانا ہوگا، نرمی سے دل جیتنا، دعاؤں سے اصلاح کرنا، اعتماد سے کردار بنانا، علم سے سینے منور کرنا، روحانیت سے روشنی بانٹنا اور سب سے بڑھ کر محبت سے سینے کو ٹھنڈک دینا۔

اللہ کریم ہمیں اپنے چھوٹوں کے لیے ایسے ہی شفقت و تربیت بھرا انداز اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

---

(1) معجم کبیر، 12/236، حدیث: 13191 (2) ابن ماجہ، 3/90، حدیث: 2310 (3) معجم کبیر، 10/237، حدیث: 10585 (4) ابوداؤد، 4/11، حدیث: 3875 (5) دیکھئے: مراٰۃ المناجیح، 6/41 (6) دیکھئے: مسند امام احمد، 10/274، حدیث: 27023 (7) مسلم، ص315، حدیث: 1885 (8) دیکھئے: مسلم، ص318، حدیث: 1904 (9) مراٰۃ المناجیح، 3/278 (10) ابوداؤد، 3/424، حدیث: 3592 (11) مراٰۃ المناجیح، 5/380 (12) دیکھئے: بخاری، 3/125، 126، حدیث: 4357 (13) دیکھئے: مراٰۃ المناجیح، 8/205 (14) دیکھئے: معجم کبیر، 9/47، حدیث: 8347- دلائل النبوہ لابی نعیم، ص277، حدیث: 396 (15) دیکھئے: تاریخ ابن عساکر، 20/21- کنز العمال، جز13، 7/123، حدیث: 36819- خصائص کبریٰ للسیوطی، 2/142 (16) معجم اوسط، 6/210، حدیث: 8536 (17) دیکھئے: معجم کبیر، 14/77، حدیث: 14682- الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 7/261 (18) دارمی، 2/320، حدیث: 2533 (19) دیکھئے: معجم کبیر، 2/157، حدیث: 1651- الترغیب والترہیب، 3/131، حدیث: 24 (20) ذوقِ نعت، ص136۔

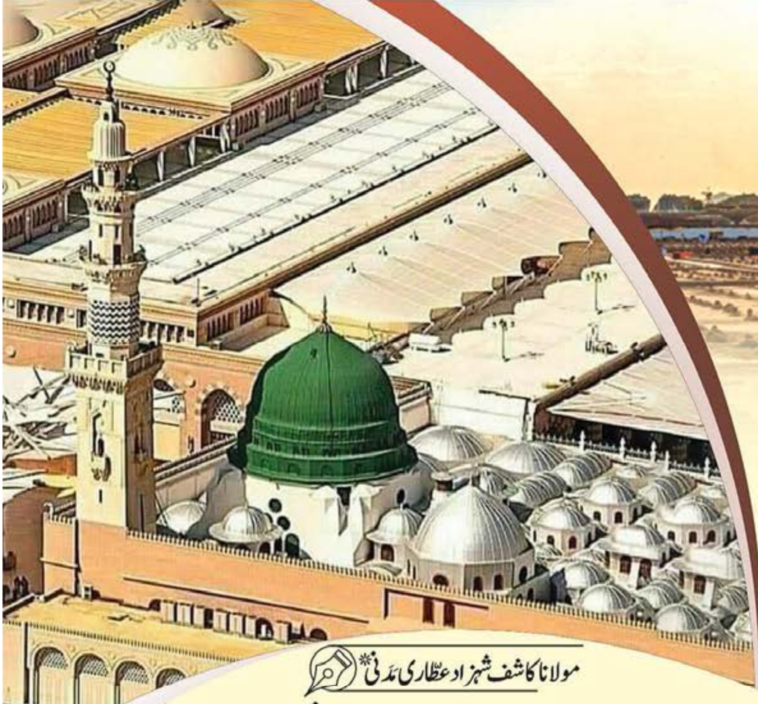

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے منظوم نذرانے

مولانا کاشف شہزاد عطاری مَدَنی*

سچا مسلمان بننے کے لیے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت ضروری ہے۔ اس محبت کا اظہار کرنے کا انداز ہر کسی کا اپنا اپنا ہوتا ہے۔ کوئی اپنے محبوب آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نام پر جان قربان کرکے محبت ظاہر کرتا ہے تو کوئی ان کے نام پر اپنا گھر بار، مال و اولاد فدا کرکے اظہارِ محبت کرتا ہے۔ کوئی نامِ محمد سن کر اپنے انگوٹھے چوم کر محبت ظاہر کرتا ہے تو کوئی نعتِ رسولِ مقبول لکھ کر یا پڑھ کر عشقِ رسول کے جذبات کو ظاہر کرتا ہے۔

اظہارِ محبتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یہ مختلف انداز صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے مبارک زمانے میں بھی پائے جاتے تھے۔ یہ مقدس ہستیاں اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنی محبت کبھی نثر میں ظاہر کرتیں تو کبھی نظم کی صورت میں۔

آیئے! بارگاہِ رسالت میں صحابۂ کرام کے منظوم نذرانۂ عقیدت کی کچھ جھلکیاں دیکھ کر اپنے دلوں میں عشقِ رسولِ مقبول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں مزید اضافہ کرتے ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

نعت خواں حضرات کے مقدس قافلے کے سالار اور میرِ کارواں، عظیم صحابیِ رسول، نعت گو و نعت خواں حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی خوش نصیبی اور مقدر کی یاوری کا اندازہ اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے تھے جس پر کھڑے ہو کر وہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے فخر کرتے یا (کفار کے اعتراضات) دور کرتے تھے۔ اور رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے تھے:

اللہ پاک جبریلِ امین کے ذریعے حسان کی مدد فرما جب تک وہ اللہ کے رسول کی طرف سے فخر کرتے ہیں یا اعتراضات دور کرتے ہیں۔[1]

میری عزت ان کے لیے ڈھال ہے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نعتیہ قصائد میں سے ایک قصیدے کے منتخب اشعار ملاحظہ فرمایئے:

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ

وَعِنْدَ اللهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

تم نے محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہجو (برائی کی) تو میں نے ان کی طرف سے جواب دیا، اور اس کی اصل جزا تو اللہ پاک کے ہی پاس ہے۔

*شعبہ پیغامات عطار، المدینۃ العلمیہ کراچی

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيفًا
رَسُولَ اللهِ شِيمَتُهُ الْوَفَاءُ

تم نے محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہجو (برائی کی) جو نیکو کار اور باطل سے اعراض کرنے والے ہیں، وہ اللہ کے رسول ہیں اور وفا کرنا ان کی خصلت ہے،

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَتِي وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

بلاشبہ میرے ماں باپ اور میری عزت، تم سے محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عزت بچانے کے لیے ڈھال ہے۔

وَقَالَ اللهُ قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا
يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ

اللہ پاک فرماتا ہے: میں نے ایک بندے کو رسول بنا کر بھیجا ہے، جو حق بات کہتا ہے اور اس میں کوئی پوشیدگی نہیں ہے۔(2)

میں بھی عدل و انصاف کرتا ہوں

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک بار نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو یہ اشعار سنائے:

شَهِدْتُ بِإِذْنِ اللهِ أَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ الَّذِي فَوْقَ السَّمَاوَاتِ مِنْ عَلُ

اللہ پاک کی اجازت سے میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس ہستی کے رسول ہیں جس کی بادشاہت آسمانوں کے اوپر ہے اور وہ بلند و بالا ہے،

وَأَنَّ أَبَا يَحْيٰى وَ يَحْيٰى كِلَاهُمَا
لَه عَمَلٌ فِى دِينِه مُتَقَبَّلُ

اور یہ کہ حضرت ابو یحییٰ (زکریا) اور حضرت یحییٰ (علیہما السلام) کے عمل ہمارے دین میں بھی مقبول ہیں۔

وَأَنَّ أَخَا الْأَحْقَافِ إِذَا قَامَ فِيهِمْ
يَقُولُ بِذَاتِ الله فيهم ويَعْدِلُ

اور یہ کہ قومِ احقاف کے بھائی (حضرت ہود علیہ السلام) جب ان کے درمیان کھڑے ہوتے تو انہیں اللہ کی طرف بلاتے اور عدل و انصاف سے کام لیتے۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اور میں (بھی اللہ کی طرف بلاتا، عدل و انصاف کرتا ہوں)۔(3)

خوش نصیب بچیاں

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جب اللہ کے حکم سے مدینۂ منورہ ہجرت کی تو اہلِ مدینہ آپ کے استقبال کے لیے اپنے گھروں سے باہر آگئے اس وقت مدینۂ پاک کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے آپ کے استقبال میں یوں نذرانۂ نعت پیش کیا:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

ہم پر چودھویں کا چاند ثَنِيَّاتُ الْوَدَاعِ (یعنی وداع کی گھاٹیوں) کی طرف سے طلوع ہوا۔ ہم پر شکر واجب ہے کہ آپ نے ہمیں اللہ کی طرف دعوتِ حق دی۔(4)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مدینۂ منورہ میں ایک جگہ سے گزرے تو چند لڑکیاں یہ نعتیہ شعر پڑھ رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَّارِ
يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

ہم بنو نجار کی بچیاں کتنی خوش نصیب ہیں کہ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے پڑوسی ہیں۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ إِنِّي لَأُحِبُّكُنَّ یعنی اللہ پاک جانتا ہے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔(5)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان بچیوں کے لیے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيهِنَّ یعنی اے اللہ! انہیں برکت عطا فرما۔(6)

امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ

وسلَّم ان بچیوں کے پاس گئے اور فرمایا: اَتُحِبُّونِی؟ کیا تم مجھ سے محبت کرتی ہو؟

انہوں نے عرض کیا: اِی وَاللہِ یَا رَسُولَ اللہِ، جی ہاں، یارسول اللہ! اللہ کی قسم! آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَنَا وَاللہِ اُحِبُّکُمْ، وَاَنَا وَاللہِ احبکم، انا وَاللہِ اُحِبُّکُمْ "اللہ کی قسم! میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں، اور اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں، اللہ کی قسم! میں تم سے محبت کرتا ہوں!"[7]

نعتیہ قصیدہ سن کر چادر عطا فرمائی

سید عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کعب بن زُہَیر رضی اللہ عنہ کا خون ان کے زمانۂ نصرانیت میں (اسلام قبول کرنے سے پہلے) مباح فرمادیا۔ ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا: فطِر الیہ فانہ لایرد من جاء تائبا یعنی ان کی بارگاہ میں اُڑ کر آؤ، جو ان کے سامنے معافی مانگتا حاضر ہو یہ اسے کبھی رد نہیں فرماتے۔

اسی بنا پر حضرت کعب رضی اللہ عنہ جب حاضر ہوئے، راستے میں قصیدۂ نعتیہ "بَانَت سُعاد" نظم کیا جس میں عرض کرتے ہیں:

اُنْبِئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ اَوْعَدَنِیْ
وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ مَاْمُوْلُ
فَقَدْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ مُعْتَذِرًا
وَالْعُذْرُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ مَقْبُوْلُ

مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے لیے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے یہاں معافی کی امید کی جاتی ہے۔ میں رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں معذرت کرتا حاضر ہوا ہوں، اور ان کی بارگاہ میں عذر قبول کیا جاتا ہے۔[8]

حضرت کعب رضی اللہ عنہ جب اس شعر پر پہنچے:

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْر یُسْتَضَاءُ بِہٖ
مُھَنَّد مِّنْ سُیُوفِ اللہِ مَسْلُوْلُ

بیشک رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایسے نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، وہ اللہ پاک کی تلواروں میں سے ایک بے نیام ہندی تلوار ہیں۔

تو رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنی مبارک چادر انہیں عطا فرمائی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دس ہزار درہم میں وہ چادر حاصل کرنا چاہی لیکن حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی چادر کے لیے میں کسی کو اپنی ذات پر ترجیح نہیں دیتا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم میں وہ چادر ان کے وُرَثاء سے حاصل کی۔[9]

شعر میں ترمیم کروائی

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قصیدۂ نعتیہ میں عرض کیا:

انَّ الرَّسُوْلَ لَنَارٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ
وَصَارِمٌ مِّنْ سُیُوفِ الْھِنْدِ مَسْلُوْلُ

ارشاد ہوا: "نار" کی جگہ "نُورٌ" کہو اور سُیُوفِ الْھِنْد کی جگہ سُیُوفِ اللہ۔[10]

یہ مبارک قصیدہ 48 اشعار پر مشتمل ہے۔[11]

اللہ پاک ان نعت گو، نعت خواں صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور مدینۂ منورہ کی حقیقی مدنی منیوں کے صدقے ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو مرتے دم تک اللہ کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح و ثنا کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مشکوٰۃ المصابیح، 2/188، حدیث: 4805 (2) مسلم، ص1038، حدیث: 6395 (3) مسند ابو یعلی، 2/35، حدیث: 2645 (4) البدایۃ و النہایہ، 2/583 (5) ابن ماجہ، 2/439، حدیث: 1899 (6) مسند ابو یعلی، 3/210، حدیث: 3396 (7) دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/508 (8) مطالع المسرات، ص104، المجموعۃ النبہانیہ، 3/8، فتاویٰ رضویہ، 15/653 (9) سیرۃ حلبیہ، 3/302- معجم کبیر، 19/178 (10) ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص242 (11) السنن الکبری للبیہقی، 10/412، حدیث: 21142۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مَدَنی*

ربیعُ الاول اسلامی سال کا تیسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 94 کا مختصر ذکر ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ تا 1446ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 12 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

شہدائے جنگ یمامہ: جنگ یمامہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کے دورِ خلافت میں ربیعُ الاول 12ھ کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہُ عنہ کی کمانڈ میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکار قبائل سے یمامہ و عقربا (صوبہ خرج، عرب شریف) کے مقام پر لڑی گئی، اس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، مسیلمہ کذاب اپنے 20ہزار ساتھیوں سمیت مارا گیا، تقریباً ایک ہزار 2سو مجاہدین شہید ہوئے جن میں اکابر صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم بھی تھے۔ [1]

1 سید الاوس حضرت عباد بن بشر انصاری اشہلی رضی اللہُ عنہ قدیمُ الاسلام صحابی اور کثیر الفضائل ہیں، آپ کا شمار کبار صحابہ اور نقباء مدینہ میں ہوتا ہے۔ آپ نے تمام غزوات میں حصہ لیا، رات میں حارسینِ نبوی میں شامل ہوتے اور دن میں جہاد فرماتے، عام دنوں میں بھی شب بیداری فرماتے، اس وصف کی وجہ سے نبیِ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے لیے دعائے خاص فرمائی۔ 45 سال کی عمر میں جنگ یمامہ (ربیع الاول 12ھ) میں شہید ہوئے۔ [2]

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السّلام

2 امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد بصری طیالسی رحمۃُ اللہِ علیہ بلند پایہ عالمِ دین اور حافظِ حدیث ہیں، ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے 40ہزار احادیث اپنے حفظ سے بیان کیں۔ ان کی تصنیف مسندِ ابو داؤد طیالسی ان کی پہچان ہے۔ 71 سال کی عمر پاکر ماہِ ربیع الاول 204ھ میں وصال ہوا۔ [3]

مزار حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃُ اللہِ علیہ

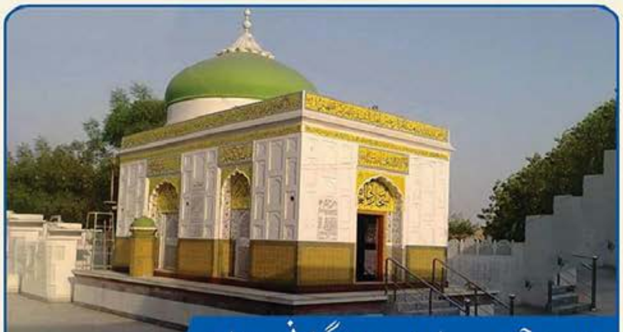

مزار سیّد حسن بدر الدین دیوان گیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ

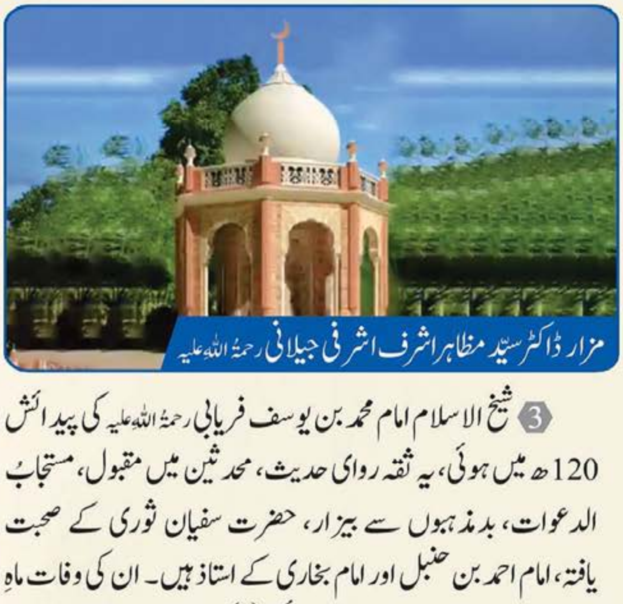

مزار ڈاکٹر سیّد مظاہر اشرفی جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ

3 شیخ الاسلام امام محمد بن یوسف فریابی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 120ھ میں ہوئی، یہ ثقہ روای حدیث، محدثین میں مقبول، مستجاب الدعوات، بدمذہبوں سے بیزار، حضرت سفیان ثوری کے صحبت یافتہ، امام احمد بن حنبل اور امام بخاری کے استاذ ہیں۔ ان کی وفات ماہِ ربیع الاول میں سن 212ھ میں ہوئی۔ [4]

4 مولانا عبد الرحیم نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 1329ھ میں ہوئی اور 8 ربیع الاول 1387ھ کو چکوال میں وفات پائی۔ آپ عالم دین، حکیم حاذق، اسلامی شاعر، جامع مسجد حنفیہ رضویہ پرانی سبزی منڈی چکوال کے امام و خطیب اور مجازِ طریقت تھے۔ رزقِ حلال کے

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی) و نگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

حصول کے لیے زندگی بھر اپنے قائم کردہ مطب میں طبابت کرتے رہے۔ مطب کے آغاز سے پہلے روزانہ قراٰنِ کریم کے 5 پارے تلاوت کیا کرتے تھے، کتب میں تحفہ رحیمیہ منظومہ یادگار ہے۔[5]

5 تلمیذِ حجۃ الاسلام وصدرُ الشریعہ، شیخ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی گھوسی رحمۃ اللہ علیہ اعظم گڑھ میں 1320ھ میں پیدا ہوئے اور 6 ربیع الاول 1397ھ کو جائے پیدائش میں فوت ہوئے۔ آپ استاذ العلماء، شیخ الحدیث، ماہر عربی ادب، سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کے مجاز، صدر المدرسین اور محشی کتبِ درس نظامی تھے۔[6]

6 شیخ طریقت حضرت مولانا پیر فقیر محمد ارشد پناہوی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش پناہکے شریف، ضلع فیصل آباد میں 5 مئی 1925ء کو ہوئی اور وصال 5 ربیع الاول 1407ھ کو ہوا، آپ کا مزار دارالارواح جامعہ صوفیہ پناہکے شریف میں ہے۔ آپ تلمیذِ خلیفۂ اعلیٰ حضرت شاہ ابوالبرکات، فاضل دارُالعلوم حزبُ الاحناف لاہور، حاذق طبیب، نقشبندیہ، قادریہ اور سہروردیہ سلاسل کے فیض یافتہ، تصوف سے متعلق 8 کتب کے مصنف، صاحبِ دیوان شاعر اور بانیِ جامعہ صوفیہ تھے۔[7]

7 استاذُ العلماء مولانا ابوالفضل اللہ دِتّہ سیالوی رحمۃ اللہ علیہ بھابڑا ضلع سرگودھا میں 22 جولائی 1942ء کو پیدا ہوئے اور یہیں یکم ربیع الاول 1422ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جامعہ نعیمیہ لاہور، جامعہ شمسیہ رضویہ سلانوالی اور جامعہ رضویہ فیصل آباد سے مستفیض، دارُالعلوم حزبُ الاحناف لاہور اور جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد کے مدرس، ضیاءُ العلوم جامعہ شمسیہ رضویہ بھابڑا کے بانی و مدرس، مرکزی جامع مسجد تاجدارِ مدینہ بھابڑا کے امام وخطیب، 13 سے زائد کتب ورسائل اور مقالات کے مصنف ہیں۔[8]

اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام

8 حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 18 شوال 627ھ کو انجیر فغنہ نزد بخارا (ازبکستان) میں ہوئی اور وصال 17 ربیع الاول 717ھ کو فرمایا، مزار وابکنہ نزد بخارا میں ہے۔ آپ حضرت خواجہ عارف ریوگری کے تمام اصحاب و مریدین میں افضل و اکمل تھے، مشائخ نقشبند میں آپ ہی تھے جو ذکر جہر فرمایا کرتے تھے۔[9]

9 ناصر الملت حضرت علّامہ پیر سیّد احمد شاہ جیلانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1259ھ پکلاڑاں ضلع رحیم یار خان میں ہوئی اور 12 ربیع الاول 1299ھ کو وصال فرمایا، مزار شہر باڑمیر (راجستھان) کے بڑے قبرستان میں ہے جسے نیم کا تکیہ (فاتحہ چوک) کہا جاتا ہے، آپ مصنف کتب ورسائل، عالمِ باعمل، مدرس اسلامی کتب، خلیفہ نقیب الاشراف بغداد اور باکرامت ولی اللہ تھے۔[10]

10 قطبِ زماں حضرت سیّد حسن شاہ بدر الدین دیوان گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بغداد شریف میں 871ھ میں ہوئی، آپ خاندانِ غوثِ اعظم کے چشم و چراغ، ولیِ کامل، علم و عمل کے جامع اور صاحبِ کرامات تھے، آپ کا وصال 12 ربیع الاول 1018ھ مثانیاں شریف رداس پور مشرقی پنجاب ہند میں ہوا، یہیں مزار ہے۔[11]

11 افسر المشائخ حضرت حافظ حاجی محمود آرزو جالندھری رحمۃ اللہ علیہ غالباً ڈیرہ غازی خان میں پیدا ہوئے، زندگی کا ایک حصہ جالندھر میں گزارا، آپ بابا محمد شریف قندھاری کے مرید و خلیفہ، نہایت حلیم و بردبار، خلیق اور کثیرُ الفیض تھے، کثیر لوگوں نے آپ سے روحانیت حاصل کی، آپ کا وصال 8 ربیع الاول 1306ھ کو ہوا، تدفین جالندھر کی بستی شیخ کے قبرستان میں ہوئی۔[12]

12 خلیفہ سرکارِ کلاں پیرِ طریقت ڈاکٹر سیّد مظاہر اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ اشرفیہ کے شیخ طریقت اور دینی دنیاوی تعلیم سے آراستہ تھے، آپ کی پیدائش 16 ذوالقعدہ 1356ھ اور وفات 15 ربیع الاول 1435ھ کو لاہور میں ہوئی۔ تدفین آستانہ عالیہ جیلانیہ رائیونڈ روڈ لاہور میں ہوئی۔[13]

---

(1) اسد الغابہ، 2/341- تاریخ طبری، 3/61 تا 65- 8/60 تا 75- سیرت سید الانبیاء، ص609 (2) بخاری، 2/195، حدیث: 2655- طبقات ابن سعد، 3/336- الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 3/496 (3) سیر اعلام النبلاء، 8/242 تا 245- خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال، ص151 (4) سیر اعلام النبلاء، 8/431 تا 433 (5) تذکرہ رحیمیہ، ص5، 8، 17 (6) سیرت صدر الشریعہ، ص231 (7) روشن ستارے، ص210 تا 227 (8) مقالات ابوالفضل، ھ تا ی (9) حضرات القدس، 1/139- تاریخ مشائخ نقشبند، ص132 (10) تذکرۂ سادات لُونی شریف و سوجا شریف، ص276، 277، 291 (11) حالات شاہ بدر دیوان، ص38 تا 81 (12) تذکرۂ اولیائے جالندھر، ص206 تا 209- لمعات کمالات قادریہ و تبرکات خالقیہ، ص122 (13) روزنامہ نوائے وقت، 21 جنوری 2014ء- کتبہ مزار۔

نئے لکھاری (New Writers)

نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

ختمِ نبوت کا قراٰنی بیان

فخر ایوب
(درجۂ ثالثہ ضیاء العلوم جامعہ شمسیہ رضویہ سلانوالی ضلع سرگودھا)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے حضرت آدم علیہ السّلام سے جس سلسلۂ نبوت کا آغاز فرمایا تھا وہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تشریف آوری کے بعد درجۂ کمال کو پہنچ کر اختتام پذیر ہو گیا، اب قیامت تک آپ علیہ السّلام کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، اللہ تعالیٰ نے نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بے شمار ایسی خصوصیات سے سرفراز فرمایا جن میں کوئی دوسرا آپ کا ہمسر نہیں، ان میں سے ایک منفرد خصوصیت ”شانِ ختمِ نبوت“ ہے۔ عقیدۂ ختمِ نبوت قراٰن وحدیث کی رو سے ایک متفق علیہ عقیدہ ہے جس پر پوری امت کا اجماع ہے۔ یہ عقیدہ اس قدر قطعیت کے ساتھ ثابت شدہ ہے کہ اس پر مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کا اثبات 100 سے زائد قراٰنی آیات سے ہوتا ہے انہی آیات میں سے 4 آیات پیش کی جاتی ہیں:

1 لفظ خاتم النبیین سے ختمِ نبوت پر استدلال ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَؕ-وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۠(۴۰)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: محمّد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پ22، الاحزاب:40)

یہ آیت عقیدۂ ختمِ نبوت پر نصِ قطعی ہے، اس آیت میں اللہ پاک نے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نام لے کر بتایا کہ آپ سلسلۂ نبوت کو ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

سلف صالحین کی تمام تفاسیر میں خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی لکھا ہے، خاتم کا معنی ہے مہر لگانا، کسی کام کو اس کے انجام تک پہنچا دینا، تمام اہلِ لغت نے بھی خاتم کے معنیٰ آخری لکھا ہے، لہٰذا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آخری نبی ہیں۔

2 تکمیلِ دین سے ختمِ نبوت پر استدلال ﴿اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

(پ6، المآئدۃ:3)

اسلام وہی دین ہے جو پہلے تمام انبیا لے کر آئے تھے، اب اللہ تعالیٰ نے اسی دین کو مکمل اور کامل شکل میں ہمارے لیے پسند فرمالیا ہے۔ جب دین مکمل ہو گیا تو اس میں کوئی کمی بیشی یا تبدیلی ممکن نہیں رہی۔ یہ آیتِ کریمہ حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے کیونکہ جب دین مکمل ہو گیا تو اب کسی نئے نبی کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔

3 لفظ "قَبْلِكَ" سے ختمِ نبوت پر استدلال

﴿وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف۔ (پ24، الزمر: 65) ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے تم سے پہلی اُمتوں کی طرف رسول بھیجے۔ (پ7، الانعام: 42)

یہ آیات اور اس طرح کی متعدد آیات جن کے اندر اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہمُ السّلام، ان کی امتوں اور ان پر نازل ہونے والی وحی کا ذکر فرمایا تو "مِنْ قَبْلِكَ" سے فرمایا کسی بھی جگہ "مِنْۢ بَعْدِكَ" نہیں فرمایا، اگر نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو سابقہ انبیا کے ذکر کے ساتھ اس کا بھی ذکر ہوتا چونکہ نبیِ مکرم علیہ السّلام کے بعد کسی نبی کے آنے کا ذکر نہیں لہٰذا یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

4 آخری دین سے ختمِ نبوت پر استدلال

﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ(۳۳)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے بُرا مانیں مشرک۔ (پ10، التوبۃ: 33)

اس آیتِ مبارکہ سے ظاہر ہے کہ یہ دین تمام ادیان کے بعد آیا اور تمام ادیان کا ناسخ بن کر آیا اور یہ آخری دین ہے، اب قیامت تک یہی دین رہے گا، تمام دینوں پر غالب رہے گا، جب دین آخری ہے تو نبی بھی آخری ہے اور اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، عقیدۂ ختمِ نبوت وہ عقیدہ ہے کہ جس کی بنیاد پر دینِ اسلام کی عظیم الشان عمارت استوار ہوئی، اسلام کا قلب و جگر روح و جان یہی عقیدہ ہے، اس عقیدے میں معمولی سی لچک یا نرمی انسان کو ایمان کی بلندیوں سے گرا کر ذلت کی پستیوں میں پھینک دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عقیدے پر قائم اور دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نقشے سے تربیت فرمانا

محمد عبد المبین عطاری
(درجہ رابعہ جامعۃ المدینہ فیضان امام غزالی فیصل آباد)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیم و تربیت کا انداز نہایت فطری، مؤثر اور دلنشین تھا۔ آپ علیہ السّلام صرف الفاظ سے نہیں، بلکہ مثال، مشاہدہ، عمل اور بصری ذرائع کو بھی تعلیم کا ذریعہ بناتے تھے۔ آپ علیہ السّلام نے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو تربیت دینے کے لیے بعض اوقات لکیریں کھینچ کر نقشے بنائے تاکہ مفہوم صرف سنانہ جائے، بلکہ آنکھوں سے دیکھا بھی جائے۔ یہ انداز آپ کی عظیم معلمانہ حکمت و بصیرت کا ثبوت ہے۔ آئیے! ان میں سے چند احادیث ملاحظہ کیجئے۔

1 لاحق ہونے والے آفات و حادثات کے نقشے سے تربیت

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِی الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا اِلَى هٰذَا الَّذِی فِی الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِی فِی الْوَسَطِ، وَقَالَ: هٰذَا الْاِنْسَانُ، وَهٰذَا اَجَلُهُ مُحِیطٌ

بِهٖ اَوْ: قَدْ اَحَاطَ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِیْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ، وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ، فَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا، وَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک چوکور (مربع) لکیر کھینچی اور پھر اس کے درمیان سے ایک اور لکیر کھینچی جو باہر نکل رہی تھی اور پھر چھوٹی چھوٹی لکیریں کھینچیں جو اس درمیانی لکیر کی طرف جارہی تھیں، پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت (یا تقدیر) ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے یا گھیر چکی ہے اور جو لکیر باہر نکلی ہوئی ہے وہ اس کی امید (آرزو) ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں وہ آفات (حادثات، آزمائشیں) ہیں۔ اگر ایک آفت اسے نہ لگے تو دوسری پکڑ لیتی ہے اور اگر یہ بھی نہ لگے تو وہ آفت اسے آلیتی ہے۔ (بخاری،4/224، حدیث:6417)

مذکورہ حدیث کی اس شکل میں چار چیزیں ہیں: بیچ والا جو مربع خط سے گھرا ہوا ہے اور جسے چھوٹی لکیریں چمٹی ہوئی ہیں یہ تو انسان ہے اور اس کے ارد گرد چوکھٹا (یعنی چوکور) خط اس کی موت ہے جو ہر طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے اور آس پاس کی چمٹی ہوئی لکیریں یہ دنیاوی آفتیں، بلائیں، بیماریاں، آپس کی دشمنیاں، دنیاوی جھگڑے اور فکریں ہیں جو دو طرفہ چمٹی ہوئی ہیں اور اس مربع خط سے اوپر نکلا ہوا حصہ یہ انسان کی دنیاوی امیدیں ہیں یعنی انسان اس قدر آفتوں اور چاروں طرف سے موت میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود اتنی دراز امیدیں رکھتا ہے جو اس موت سے بھی آگے نکلی ہوئی ہیں۔

(دیکھئے: مراٰۃ المناجیح،7/87)

2 امید اور موت کے بارے میں نقشے سے تربیت

عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُطُوطًا، فَقَالَ: هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ، فَبَیْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ یعنی حضرت انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے چند خط کھینچے پھر فرمایا: یہ امید ہے اور یہ اس کی موت ہے اس حالت میں کہ انسان یوں ہی ہوتا ہے کہ قرب والا خط اسے آلیتا ہے۔

(بخاری،4/224، حدیث:6418)

3 صراط مستقیم کی نقشے کے ذریعے تربیت

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَّ خَطًّا، وَخَطَّ خَطَّیْنِ عَنْ یَمِیْنِهٖ، وَخَطَّ خَطَّیْنِ عَنْ یَسَارِهٖ، ثُمَّ وَضَعَ یَدَهٗ فِی الْخَطِّ الْاَوْسَطِ، فَقَالَ: هٰذَا سَبِیْلُ اللّٰهِ، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰیَةَ: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ نے ایک خط کھینچا، دو اس کے دائیں اور دو بائیں جانب کھینچے، پھر اپنا ہاتھ درمیانے خط پر رکھ کر فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (ترجمۂ کنز الایمان:) اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔

(ابن ماجہ،1/15، حدیث:11)

اس سے معلوم ہوا کہ عقائد کی درستی، عبادت کی ادائیگی، معاملات کی صفائی اور حقوق کا ادا کرنا سیدھا راستہ ہے۔ جو ان میں سے کسی میں کوتاہی کرتا ہے وہ سیدھے راستے پر نہیں۔ عقائد، عبادات اور معاملات جسم اور دو بازوؤں کی طرح ہیں جن میں سے ایک کے بغیر اڑنا ناممکن ہے۔

(صراط الجنان،3/245)

پیارے اسلامی بھائیو! اگر ہم ان احادیث سے سیکھ کر اپنی زندگیوں میں ان تعلیمات کو اپنائیں تو ہم نہ صرف اپنی دنیا کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ آخرت کی کامیابی بھی حاصل کر

سکتے ہیں۔

اللہ پاک ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

درختوں کے حقوق و آداب

احمد رضا عطّاری
(درجہ ثالثہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ فاروقِ اعظم سادھوکی لاہور)

درخت اور سبزہ وغیرہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں اور ان نعمتوں کی اہمیت کا کچھ اندازہ یوں لگا سکتے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں تو انسان وافر رزق سے محروم ہو جائے گا اور جانوروں کا گوشت کھانے کو ترس جائے گا کیونکہ جانوروں کی نشوونما انہیں سے ہوتی ہے۔

درخت لگانے کے بہت سے فائدے ہیں درخت اور پودے کاربن ڈائی آکسائیڈ لیتے اور آکسیجن فراہم کرتے ہیں۔ درخت لگانے کی ترغیب حدیث میں بھی ملتی ہے، چنانچہ نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے کوئی درخت لگایا اور اس کی حفاظت اور دیکھ بھال پر صبر کیا یہاں تک کہ وہ پھل دینے لگا تو اس میں سے کھایا جانے والا ہر پھل اللہ پاک کے نزدیک اس (لگانے والے) کے لیے صدقہ ہے۔ (مسند احمد، 5/575، حدیث:16586) آیئے! درختوں کے 4 حقوق پڑھیے:

1 درختوں کی حفاظت کرنا بہت سے لوگ درخت تو لگا دیتے ہیں مگر اُن کی دیکھ بھال (حفاظت) نہیں کرتے حالانکہ بسا اوقات ان کی دیکھ بھال کرنا انہیں لگانے سے زیادہ ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا درخت پودے وغیرہ لگانے کے ساتھ ساتھ اُن کی دیکھ بھال اور کانٹ چھانٹ کرنا بھی ضروری ہے۔

2 درست جگہ کا انتخاب کرنا پودا لگاتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ ہمارا یہ پودا درخت بن کر دوسروں کی تکلیف کا باعث نہ بنے۔ عموماً پودے لگاتے ہوئے درست جگہ کا انتخاب نہیں کیا جاتا پھر جب پودے بڑے ہو کر درخت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تو ان کی شاخیں دائیں بائیں پھیل کر پڑوسیوں کے گھروں کا کچھ حصہ بھی گھیر لیتی ہیں۔ جس کے باعث خوب تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا پودا لگاتے وقت درست جگہ کا انتخاب کیا جائے۔

3 وقت پر پانی دینا اکثر لوگ پودا لگانے کے بعد اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اسے وقت پر پانی نہ ملنے کی وجہ سے وہ سوکھ جاتے ہیں۔ وہ دوبارہ نشوونما کے قابل نہیں رہتے لہٰذا ہمیں وقت پر پودوں کو پانی دینا چاہیے تاکہ ان کی نشوونما میں اضافہ ہو، ہو سکے تو وقت مقرر کریں تاکہ درختوں کو ان کے وقت میں پانی مل جائے۔

4 وقف کی جگہ پر درخت نہ لگانا وقف کی جگہوں میں درخت اور پودے لگانے میں احتیاط کی حاجت ہے۔ وقف کی جگہوں میں سے ایک جگہ مسجد بھی ہے، اگر کسی نے مسجد بننے سے پہلے ہی مسجد کی جگہ درخت لگا دیئے تو کوئی حرج نہیں کہ وقف ہونے سے پہلے لگائے گئے ہیں، البتہ جب وہ جگہ مسجد کے لیے وقف ہو چکی تو اب اس میں درخت لگانا منع ہے۔ چھوٹی مساجد جہاں جگہ کی تنگی ہوتی ہے وہاں اِس طرح دَرخت لگانے کی اِجازت نہیں۔

(ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/113)

پیارے اسلامی بھائیو! درخت لگانا نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ثابت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم درخت لگائیں اور ان کی حفاظت کریں انہیں وقت پر پانی دیں ان کے لیے اچھی جگہ کا انتخاب کریں۔ اگر ہم زیادہ درخت لگانے کا اہتمام کریں تو ہم بڑے نقصانات سے بچ سکتے ہیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں درختوں کے حقوق پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلہ کے لیے موصول 207 مضامین کے مؤلفین

لاہور: زین ذوالفقار، محمد فیصل فانی، خرم شہزاد، سید محمد عثمان بخاری مدنی، علی نوری، محمد نواز اشرفی سمنانی، احمد رضا، انیس، اویس علی، آصف شوکت علی، تجمل حسین، دانش علی، ذیشان، زین العابدین، سرفراز، سید نگاہ علی، عامر فرید، عبد الرحمٰن امجد، عبد اللہ، عدیل، علی اکبر، قاری احمد رضا، مبشر عبد الرزاق، محمد احمد مُحسنی، محمد ارسلان سلیم، محمد اسامہ، محمد آصف اللہ رکھا، محمد ثقلین امین، محمد جمیل، محمد جنید، محمد دانیال، محمد رضا، محمد رمضان، محمد ریان انور، محمد عارش رضا قادری، محمد عاصم اقبال، محمد عزیز، محمد قمر شہزاد، محمد محسن علی، محمد منصور رضا، محمد ناصر، مدثر علی، نعمان احمد ،وقار حسین، ابو ثوبان عبد الرحمٰن مدنی، ابو ہلال محمد بلال رضا، احمد بلال، اوصاف رضا، برہان عمر، جواد نیک، حافظ سخاوت، حافظ عبد الرحمٰن، حافظ محمد احسن، حافظ محمد بلال، حافظ محمد عمر نقشبندی، حافظ محمد فہد، حسن مظفر، حماد، خیال محمد، رجب رضا، رضوان علی، رضوان مقبول قادری، شہاب الدین، شیر علی، عبد الحنان، عبید رضا عطّاری، علی احمد، علی حسین، علی رضا، فضیل، فضیل الرحمٰن، فہد، کلیم اللہ، محمد عرفان، محمد ابو بکر، محمد بلال، محمد حسنین رضا(جوہر ٹاؤن)، محمد حسنین رضا (اپر مال روڈ)، محمد حسنین عطّاری بن عبد الرزاق، محمد حسیب، محمد ذیشان، محمد رمضان، محمد ریحان، عبد السبحان، محمد سخاوت، محمد سفیان عطّاری، محمد سلیمان حسن، محمد شہباز، محمد شہروز، محمد شہزاد، محمد طیب شبیر مدنی، محمد طیب عطّاری، محمد عبید رضا، محمد عثمان، محمد عدنان، محمد عرفان، محمد علی، محمد علی حسنین، محمد علی سعید، محمد عمر فاروق، محمد مبشر ساجد، محمد مبشر منیر، مبشر (گرین ٹاؤن)، محمد مومن، محمد موئید علی، محمد ہارون، محمد واصف رضا، محمّد وسیم آسی، محمد ولی حیدر قادری، محمد یوسف، معتصم، مومن خان، نور لعلی، عبد المجید، محمد ابو بکر، محمد وقاص۔ **رائیونڈ:** محمد زید، محمد طلحہ، اعجاز احمد عطّاری، حیدر علی، ساجد علی، عبد الحنان خلیل، عبد المجید عطّاری غلام فرید، ماجد علی، محمد باصل الحسان عطّاری، محمد طیب شبیر مدنی، مزمل حسین۔ **کراچی:** محسن محمد علی، ابو معاویہ غلام مصطفیٰ رضا، ساجد علی، محمد شاف۔ **فیصل آباد:** شناور غنی، محمد علی، محمد عبد المبین۔ **متفرق شہر:** فہد ریاض عطّاری (ملتان)، محمد ماجد رضا (میر پور خاص) عمیر حمزہ (اٹک)، محمد ارسلان عطّاری (پاکپتن)، محمد عرفان (پینسرہ)، محمد رضوان (ڈیرہ غازی خان)، فخر ایوب (سلانوالی)، محمد شہریار ظفر قادری (گوجر خان)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے دسمبر 2025ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لیے (مقابلہ نمبر: 67)

01 احوالِ قیامت کا قرآنی بیان

02 رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا سوالیہ انداز سے تربیت فرمانا

03 مجلس کے حقوق

+923103330935

صرف اسلامی بہنوں کے لیے (مقابلہ نمبر: 41)

01 حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مولیٰ علی سے محبت

02 بچوں کی موبائل سے جان کیسے چھڑائیں؟

03 جھگڑا کروانا

+923486422931

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 ستمبر 2025ء

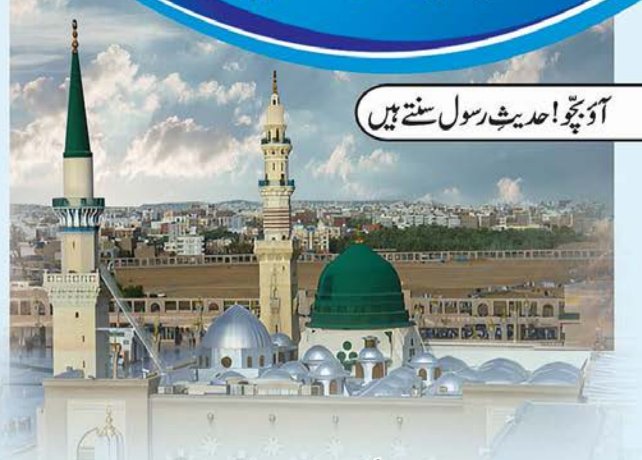

آؤ بچو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

اعلیٰ اخلاق کی تکمیل والے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی مجھے عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔(سنن کبریٰ للبیہقی، 10/323، حدیث:20782)

یہ حدیث شریف جَوامِعُ الْکَلِم احادیث میں سے ایک ہے، جَوامِعُ الْکَلِم وہ احادیث ہیں جن میں الفاظ کم اور مفہوم زیادہ بیان کیا گیا ہو۔

اس حدیثِ پاک میں نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود اپنی آمد کا مقصد بیان فرمایا ہے کہ میں لوگوں کو اچھا انسان بنانے کے لیے، اچھے اخلاق کی تعلیم دینے کے لیے آیا ہوں۔

ہمارے پیارے نبی کی آمد کا مہینا ربیع الاول جاری ہے، اس مبارک مہینے میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو خوش کرنے کے لیے آپ بھی ایسے اچھے اخلاق اپنایئے جن کو ہمارے نبی نے اپنایا اور ان کا درس دیا۔ یہاں چند اچھے اخلاق ذکر کیے جارہے ہیں:

1 والدین اور بڑوں کا ادب و احترام کرنے کا درس حضور علیہ السّلام نے دیا، لہٰذا بچے بڑوں کی عزت کریں، والدین کی بات مانیں اور ان کا دل خوش کرکے ثواب کمائیں۔

2 ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سچ بولنے والے اور امین (یعنی امانت دار) تھے، غیر مسلم جو ہمارے نبی پر ایمان نہیں لائے وہ بھی اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھواتے اور آپ کو **"صادق و امین"** (سچ بولنے والا اور امانتوں کی حفاظت کرنے والا) کہتے تھے۔ امانت کی مثال یہ ہے کہ کوئی دوست آپ کو اپنی کتاب، کھلونا گاڑی وغیرہ دے اور کہے کہ واپس کر دینا تو آپ بغیر توڑ پھوڑ کیے صحیح سلامت واپس کر دیں تو یہ امانت داری ہے۔

3 اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وعدے کے پکے تھے، آپ علیہ السّلام نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی، آپ بھی جو وعدہ کریں اسے پورا کریں۔

4 نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھانے میں عیب نہیں نکالتے تھے بلکہ کھانا پسند آتا تو کھالیتے ورنہ ہاتھ روک لیتے، بچوں کو بھی چاہیے کھانے میں عیب نہ نکالیں مثلاً یوں نہ کہیں: کھانا اچھا نہیں ہے، نمک، مرچ زیادہ ہے، وغیرہ وغیرہ۔

5 پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کسی کا مذاق نہیں اڑایا نہ کسی کو طعنہ دیا نہ کسی کو گالی دی اور نہ ہی کسی کا نام بگاڑا، لہٰذا آپ بھی ان چیزوں سے بچیں اور پیارے نبی کے طریقے کو اپنائیں۔

اچھے بچو! میلاد کا اصل مقصد یہی ہے کہ ہم اپنے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی کو پڑھ کر اسی کے مطابق اپنی زندگی گزاریں، یہی کامیابی ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مختصر سیرت پڑھنے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری سیرت" پڑھیے۔

اللہ پاک ہمیں اپنے پیارے اور آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت پڑھ کر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

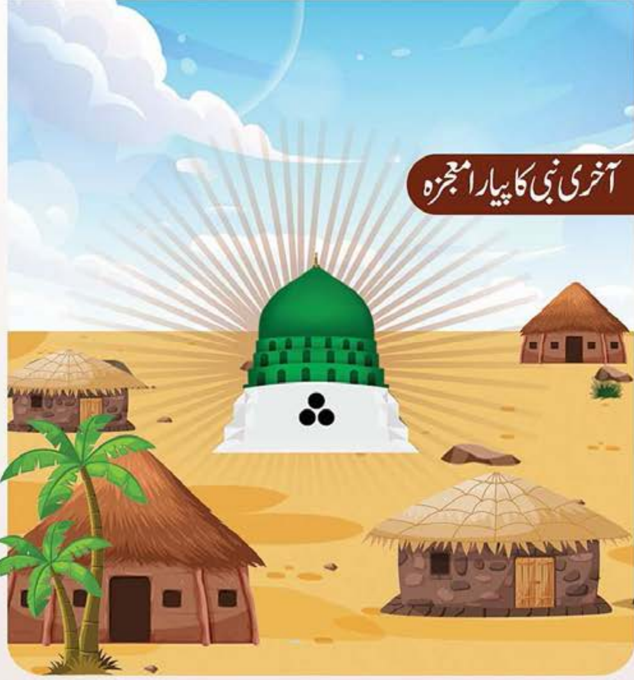

آنکھوں کے سامنے سے گزرے پر خبر نہ ہوئی

مولانا سید عمران اختر عطاری مَدَنی*

ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات جہاں اور بہت سے حسین پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں وہیں اس بات کو بھی ظاہر کرتے ہیں کہ جب اللہ پاک کو منظور ہو تا وہ کافروں سے آپ کی حیرتناک حفاظت فرماتا چنانچہ جب مکہ کے کافروں نے دیکھا کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور مسلمانوں کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مدینہ جانے والے مسلمانوں کو انصار نے اپنی پناہ میں لے لیا ہے تو انہیں خطرہ ہوا کہ کہیں یہ مدینے جاکر ہم سے جنگ کے لیے فوج نہ تیار کرلیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے دارُالنّدوہ (اجلاس ہاؤس) میں ایک بڑی کانفرنس رکھی جس میں قریش کے تمام بااثر لوگ اور سردار شریک ہوئے۔ شیطانِ لعین بھی ایک بوڑھے شخص کی صورت میں آیا اور بولا کہ میں "شیخ نجد" ہوں اس کانفرنس کا سنا تو آ گیا، سرداروں نے اسے بھی کانفرنس میں شریک کر لیا اور پھر باقاعدہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے متعلق مشورہ شروع ہو گیا کہ آخر ان کے ساتھ کیا کِیا جائے، چنانچہ وہاں تین الگ الگ مشورے پیش کئے گئے: ایک یہ کہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ ان کو مکہ سے نکال دیا جائے، شیطان نے ان دونوں مشوروں کی خامیاں بیان کر کے انہیں ٹھکرا دیا، تیسرا مشورہ ابوجہل نے دیا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک بہادر ہو اور سب ایک ساتھ حملہ کر کے محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کو قتل کر ڈالیں۔ قتل کا جرم تمام قبیلوں کے سر پر ہو گا ظاہر ہے کہ خاندان بنو ہاشم اس قتل کا بدلہ لینے کو تمام قبیلوں سے لڑ نہیں سکیں گے لہٰذا یقیناً وہ خون بہا کی رقم لینے پر راضی ہو جائیں گے جو ہم سب مل جُل کر ادا کر دیں گے۔ یہ مشورہ سن کر شیطان نے کہا: یہ ہوئی نا بات! یہ مشورہ سب سے بہتر ہے چنانچہ سب نے یہی طے کیا اور وہاں سے چل دیئے۔

لہٰذا جس رات ان کافروں نے اپنا یہ ناپاک منصوبہ پورا کرنا تھا اسی رات اللہ پاک کے حکم سے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ہجرت کرنی تھی چنانچہ حضرت جبریل علیہ السّلام نے آکر رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض کی: آج رات اپنے اس بستر پر نہ سوئیے گا، رات کو کفار آپ کے دروازے کے باہر جمع ہو گئے تاکہ آپ سوئیں تو حملہ کریں۔ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ سب دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ، یہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے نیز انہیں ہجرت کے لیے اپنی روانگی کے بارے میں بتا کر حکم دیا کہ میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں انہیں ان کے مالکوں کو دینے تک مکہ میں ہی رہنا۔

پھر حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مٹھی بھر مٹی لی اور سورۂ یٰس کی ابتدائی چند آیات پڑھتے ہوئے ان کافروں کے پاس سے گزر گئے بلکہ ان کے سروں پر تھوڑی تھوڑی مٹی بھی چھڑک دی مگر ان میں سے کسی کو بھی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دکھائی نہ دیئے۔ (سیرت ابن ہشام، ص191تا194)

◉ اجتماعی مشورہ اگر نیک نیتی سے کیا جائے تو نتیجہ اچھا ہوتا ہے اور اگر بدنیتی سے کیا جائے تو نتیجہ ناکامی و رسوائی ہوتا ہے۔

◉ برائی کی مجلسوں میں شریک ہونا اور برائی کی کوششوں کی

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

حوصلہ افزائی کرنا شیطان کا شوق و مشغلہ ہے۔

● لوگوں کے بُرے منصوبے اور چالبازیاں اللہ پاک کی چھپی تدبیر کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

● جس پر اللہ پاک کی مدد اور حفاظت کا سایہ ہو تو بڑے سے بڑا دشمن بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

● کامل توکل اور اعتماد صرف اللہ پاک پر ہونا چاہیے کیونکہ حقیقت میں وہی نجات دینے والا ہے۔

● عقلمند وہ ہے جو خطروں میں بھی خود پر قابو رکھ کر صحیح فیصلہ کرے اور جب جسمانی طاقت دکھانی ہو تو جسمانی طاقت اور جب ذہنی طاقت دکھانی ہو تو ذہنی طاقت دکھائے۔

● نفس پر قابو اور حکمت عملی کے ساتھ فیصلے کرنا بہادری کی اعلیٰ مثال ہے، نہ کہ صرف ظاہری قوت دکھانا۔

● ہر صورت میں امانت اس کے مالک تک پہنچا دینی چاہیے اگر خود نہ پہنچا سکیں تو دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔

● جان کا خطرہ ہونے کے باوجود فرائض کی ادائیگی کا لحاظ رکھنا ایمان کی پختگی کی علامت ہے۔

● سچے وفادار اور مخلص لوگ خلوص اور وفاداری کی خاطر اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتے۔

● صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دل اور جان قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔

● سچی کامیابی ہمیشہ سچائی، دیانت اور صبر کے ذریعے حاصل ہوتی ہے نہ کہ ظلم، فریب یا سازش کے ذریعے۔

● بُرے لوگوں کی کوششیں زیادہ عرصہ کامیاب نہیں رہتیں۔

● کسی کو دشوار اور خطرناک کام سونپتے ہوئے اس کی حفاظت کی طرف بھی بھرپور توجہ رکھنی چاہیے اور اسے اس کے محفوظ رہنے کی یقین دہانی بھی کروانی چاہیے جبکہ اس کی کوئی صحیح وجہ بھی ہو۔

● دوسروں کے نقصان سے خود کو بچانے کے لیے اپنے گرد و پیش سے باخبر رہنا اور حالات کا جائزہ لیتے رہنا مفید ہے۔

● مخلص اور نیک منصوبوں میں جو لوگ ہمارے ساتھ شریک ہوں انہیں ایک حد تک اپنے راز بتا دینا راز داری کے خلاف نہیں۔

حروف ملائیے!

پیارے بچّو! ربیع الاوّل کا مہینہ مسلمانوں کے لیے خوشی، عقیدت اور محبّت کا مہینہ ہے، کیونکہ اسی مہینے ہمارے پیارے نبی محمدِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس دنیا میں تشریف لائے۔ ربیع الاوّل دِلوں میں عشقِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پیدا کرنے کا بہترین موقع ہوتا ہے۔ عشقِ رسول میں اضافے کے لیے یہ کام کیجیے: 1 نعت خوانی کا اہتمام کیجیے 2 سیرتِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر مشتمل واقعات سنیے اور سنائیے 3 سیرتِ مصطفیٰ پر مشتمل چھوٹے چھوٹے سوال و جواب کا مقابلہ کیجیے 4 زیادہ سے زیادہ دُرود شریف کی محافل سجائیے 5 سیرت کارڈز یا سیرت پوسٹر زبنائیے 6 والد صاحب یا بڑے بھائی کے ساتھ جلوسِ میلاد میں شرکت کیجیے۔

ص	د	ر	و	د	ر	ا	ض	ج
ف	ت	ع	ل	ی	م	ہ	ن	ل
س	ی	ر	ت	ج	ن	د	ط	و
ی	ر	ا	س	ل	ر	م	ب	س
ث	ا	ک	ش	ک	ر	ی	ن	ح
ا	ر	ن	ف	ع	ت	ل	ش	ت
ش	س	س	ت	ع	م	ا	ل	ر
ک	و	ا	ح	س	ا	د	ب	ا
ر	ل	ا	س	چ	و	ئ	ی	م

آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "شکر" تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔ تلاش کیے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: 1 جلوس 2 سیرت 3 رسول 4 میلاد 5 دُرود۔

ختمِ نبوت

مولانا حیدر علی مدنی*

جمعہ کے روز ویسے تو اسکول کی عام روٹین کے مطابق بزمِ ادب ہوتی ہی تھی لیکن آج بچوں کی بزمِ ادب کے لیے بچوں کا جوش و خروش دیدنی تھا، دراصل پرنسپل صاحب نے چند روز پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ اس جمعہ کو ہونے والی بزمِ ادب کا عنوان ہو گا: عقیدۂ ختمِ نبوت، جس میں معمول سے ہٹ کر بچوں کے بجائے اساتذہ حصہ لیں گے، تبھی بچے بریک ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے تاکہ جلدی سے بزمِ ادب شروع ہو۔

بزمِ ادب کا باقاعدہ آغاز اردو کے استادِ محترم نے تلاوتِ قراٰنِ مجید سے کیا جس کے بعد ریاضی کے ٹیچر نعت پاک سنانے مائیک پر آئے:

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

نعت اتنی پیاری اور آسان تھی کہ کسی کے کہے بغیر ہی بچے نعت پڑھنے میں شامل ہو چکے تھے، پورا ہال نعت سے گونج رہا تھا، جیسے ہی سر کی نعت ختم ہوئی تو پرنسپل صاحب نے پہلے ختم نبوت کے نعرے لگوائے:

محمدِ مصطفےٰ سب سے آخری نبی
احمدِ مجتبےٰ سب سے آخری نبی
تاجدارِ انبیا سب سے آخری نبی
ہیں حبیبِ کبریا سب سے آخری نبی

پیارے بچو! اب میں بلا تاخیر ہمارے اسلامیات کے محترم استاد بلال صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ مائیک پر تشریف لائیں اور اپنی تقریر سے ہمارے دل و دماغ کو منور فرمائیں۔

سر بلال: عزیز طلبہ اور اساتذۂ ذی وقار السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آج ہم جس عقیدے اور نظریے کی خاطر یہاں جمع ہوئے ہیں وہ اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ عقیدۂ توحید، یعنی جیسے اللہ پاک کو اکیلا معبود مانے بغیر کوئی بھی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا ویسے ہی جب تک حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو آخری نبی نہیں مانے گا مسلمان شمار نہیں ہو گا۔

پیارے بچو! عقیدۂ ختمِ نبوت کی خاطر شروع سے ہی مسلمان اپنی جانیں قربان کرتے آئیں ہیں، آج میں آپ کے سامنے ایک ایسے جہاد کی تاریخ بیان کرنے جا رہا ہوں جو عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی خاطر لڑی جانے والی اسلام کی پہلی جنگ تھی۔ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مدینۂ منورہ تشریف لائے دس سال ہو چکے تھے جب عرب شریف کے ہی ایک قبیلے کے سترہ افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سولہ افراد نے تو اسی وقت اسلام قبول کر لیا لیکن ایک شخص نے اسلام قبول کرنے کے لیے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے بڑی انوکھی شرط رکھی۔ ہال میں مکمل خاموشی تھی، بچوں کے ساتھ ساتھ اساتذہ بھی پوری طرح سر بلال کی طرف متوجہ تھے اور وہ انوکھی شرط جاننے کے لیے بے تاب تھے۔

سر بلال نے کچھ وقفہ لینے کے بعد اپنی تقریر دوبارہ شروع کی: وہ شخص بولا کہ اگر آپ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اپنے بعد مجھے اپنی خلافت عطا فرما دیں یعنی اپنا نائب بنا دیں تو میں آپ کی پیروی کروں گا۔ اس وقت حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہاتھ مبارک میں کھجور کی شاخ کا ایک ٹکڑا تھا، آپ اس کے قریب تشریف لائے اور فرمایا: اگر تم مجھ سے یہ شاخ کا ٹکڑا بھی مانگو گے تو میں نہیں دوں گا۔

بارگاہِ نبوت سے ذلیل ہونے کے بعد اپنے قبیلے میں پہنچ کر اس شخص نے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی میں تو لوگوں نے اسے قبول نہ کیا لیکن جیسے ہی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ظاہری دنیا سے پردہ فرمایا اس کا فتنہ پھیلنے لگا

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

اور لوگ اس کی جھوٹی دعوت قبول کرنے لگے یہ دیکھ کر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بعد آپ کے خلیفہ بننے والے اور اس وقت مسلمانوں کے سب سے بڑے سربراہ (leader) حضرت ابو بکر صدیق نے نبوت کے اس جھوٹے دعوے دار کو سبق سکھانے کے لیے اسلامی فوج کو روانہ کیا اور کئی روز مقابلہ جاری رہا لیکن جنگ کا کوئی فیصلہ نہیں ہو پا رہا تھا دراصل آس پاس کے لوگوں پر اس جھوٹے شخص کا بہت اثر پڑا تھا لاکھ کے قریب لوگ اس کے ساتھ مل گئے تھے، چند روز بعد اسلامی تاریخ کے عظیم جرنیل صحابی حضرت خالد بن ولید بھی اسلامی فوج کی مدد کو وہاں پہنچ گئے، آپ نے پوری پلاننگ کر کے ان پر حملہ کیا جس کی وجہ سے انہیں عبرتناک شکست ہوئی، اپنے لشکر کو شکست کھاتا دیکھ کر وہ جھوٹا شخص ایک دیوار کے پیچھے جا کر چھپ گیا لیکن حضرت وحشی رضی اللہ عنہ اسے دیکھ چکے تھے لہٰذا آپ نے نیزہ مار کر اس جھوٹے شخص کو قتل کر کے جہنم روانہ کر دیا۔

پیارے بچو! اسلامی تاریخ میں اس جنگ کو یمامہ کے نام سے یاد رکھا جاتا ہے اور آپ کو پتا ہے نبوت کے اس جھوٹے دعوے دار کا نام کیا تھا؟ اگر کسی کو پتا ہے ہاتھ کھڑا کر دے۔

سر کی بات پر پرنسپل صاحب مائیک کے پاس تشریف لا کر بولے: درست جواب دینے والے کو پرنسپل آفس کی طرف سے ایک انعام بھی دیا جائے گا۔ اس اعلان کے باوجود بچوں کی طرف سے کسی کا ہاتھ کھڑا نہ ہوا تو سر بلال نے خود ہی جواب دیا: بچو نبوت کے اس جھوٹے دعوے دار کا نام مُسَیْلِمَہ تھا جو کہ بعد میں مسیلمہ کَذّاب کے نام سے مشہور ہوا کیونکہ کذاب عربی میں انتہائی جھوٹے شخص کو کہتے ہیں۔

بچو! ایک اہم بات آپ کو پتا ہے اس جنگ میں کتنے صحابۂ کرام نے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا تھا؟ بارہ سو صحابۂ کرام، یعنی ہزار سے زائد صحابۂ کرام نے اپنی جان عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کی خاطر قربان کر دی تھی جن میں بہت سے صحابۂ کرام حافظ بھی تھے، (فیضان صدیق اکبر، ص382، 384، 388، 415) اسی لیے تو ہم کہتے ہیں:

عقیدہ سب صحابہ کا — سب سے آخری نبی
عقیدۂ اہلِ بیت کا — سب سے آخری نبی

جملے تلاش کیجیے! پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجیے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھیے۔

1 پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کسی کا مذاق نہیں اڑایا 2 اس جنگ کو یمامہ کے نام سے یاد رکھا جاتا ہے 3 بچیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کو فروغ دے 4 ہر صورت میں امانت اس کے مالک تک پہنچا دینی چاہیے 5 ربیع الاول کا مہینہ مسلمانوں کے لیے خوشی، عقیدت اور محبت کا مہینہ ہے۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجیے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجیے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں)

جواب دیجیے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 1: کس صحابی کو نعت سنانے پر حضور علیہ السلام نے چادر عطا فرمائی؟

سوال 2: کونسے صحابی ہیں جو حضور علیہ السّلام کی دعا کی برکت سے تاحیات امت کے بہت بڑے عالم رہے؟

◂ جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھیے ◂ کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجیے ◂ یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر +923103330935 پر واٹس ایپ کیجیے ◂ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے تین خوش نصیبوں کو مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں)

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث: 8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لیے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لیے	معنٰی	نسبت
محمد	قاسم	تقسیم کرنے والا	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صفاتی نام
محمد	اسلم	زیادہ سلامتی والا	صحابی رضی اللہ عنہ کا بابرکت نام
	میلاد	پیدائش، ولادت	عید میلاد النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بچیوں کے 3 نام

نام	معنٰی	نسبت
آمِنہ	مطمئن اور بے خوف	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی امی جان کا بابرکت نام
حلیمہ	بردبار، برداشت والی	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رَضاعی (دودھ کے رشتے کی) امی جان کا بابرکت نام
ثُوَیبہ	رجوع کرنے والی، لَوٹنے والی	رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رَضاعی (دودھ کے رشتے کی) امی جان کا بابرکت نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لیے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 ستمبر 2025ء)

نام مع ولدیت:.................. عمر:...... مکمل پتا:..................

موبائل/واٹس ایپ نمبر:.................. (1) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

(2) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:...... (3) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

(4) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:...... (5) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان نومبر 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھیے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 ستمبر 2025ء)

جواب 1:.................. جواب 2:..................

نام:.................. ولدیت:.................. موبائل / واٹس ایپ نمبر:..................

مکمل پتا:..................

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان نومبر 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

تربیتِ اولاد کے مصطفوی اصول

ام ہالہ عطاریہ مدنیہ*

اولاد کی تربیت کی اہمیت سے انکار ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ تربیت ہی انسان کی شخصیت کو نکھارتی، معاشرے کا مفید انسان بناتی ہے، تربیت سیکھے ہوئے علم کو عمل میں لانے اور درست سمت میں استعمال کا طریقہ سکھاتی ہے۔ تربیت یافتہ اولاد ہی دین وملت کا بہترین سرمایہ بنتی ہے۔ لہٰذا والدین کو چاہیے اپنی اولاد کی دینی و دنیوی تربیت کو ہر گز نظر انداز نہ کریں۔

بچے اور بچیاں اللہ کریم کا انمول تحفہ ہیں، اس لیے اُن سے بد سلوکی ہر گز اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ چوں کہ بچپن میں تو اللہ پاک کے یہاں بھی ان کے "گناہ" شمار نہیں ہوتے لہٰذا بچے اگر جان بوجھ کر بھی کوئی ناپسندیدہ کام کر ڈالیں، قیمتی چیز کو نقصان پہنچا دیں تو بھی اُنھیں مارنے کی ضرورت نہیں بلکہ اُنھیں نرمی سے سمجھایا جائے اور ناپسندیدہ باتوں سے دوری اختیار کرنے کی ترغیب حکیمانہ انداز میں دی جائے۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت بحیثیت مربی نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ اقدس معلمِ اعظم ہے اور اسی پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔(1)

تاریخ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معلمانہ طرز، مربیانہ اندازِ فکر و نظر پر آج بھی حیران ہے۔ ہمارے نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایسے معلمِ اعظم ہیں کہ جہالت کے اندھیروں میں کھوئے ہوئے لوگ ہدایت کے چمکتے دمکتے روشن ستارے بن گئے۔

رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کوئی اپنے بچے کو ادب کی تعلیم دے اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع خیرات کرے۔(2) یعنی اپنی اولاد کو ایک اچھی بات سکھانا خیرات کرنے سے افضل ہے۔(3)

اسی طرح ایک اور روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فصل کا کوئی پھل پکتا تو لوگ اسے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں لایا کرتے، آپ اس پر یہ دعا کرتے: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے مدینے میں، ہمارے پھلوں میں اور ہمارے مُد اور صاع میں برکت دے۔ اس کے بعد جو بچے حاضرِ خدمت ہوا کرتے ان میں سب سے چھوٹے کو وہ پھل عنایت فرمادیتے۔(4)

تعلیم و تربیت کا آغاز بچپن سے بچوں کی تعلیم و تربیت کا آغاز ان کی ولادت سے پہلے ہی ہو جاتا ہے یعنی زمانۂ حمل کے دوران ماں کے عقائد و نظریات، افعال و کردار کا اثر اس کے پیدا ہونے والے بچے پر پڑتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ رضاعت طبیعت کو بدل دیتی ہے۔(5)

اس لیے ماں کو چاہیے اس دور میں خاص طور پر نمازوں ذکر و اذکار اور تلاوتِ قراٰن کا اہتمام کرے ہر وقت گناہوں سے بچے بالخصوص اس زمانہ میں گناہ و نافرمانی سے خود کو بچائے

*معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز

کہ اس کے منفی اثرات سے بچہ متأثر نہ ہو، ولادت کے بعد بچپن ہی سے مرحلہ وار بچے کے اندر اسلامی عقائد و نظریات کو پختہ کیا جائے، نماز کی پابندی کا ذہن دیا جائے بلکہ اپنے ساتھ نماز پڑھوائی جائے، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بچوں کو نماز کا حکم دو جب سات سال کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو۔(6)

سات آٹھ برس کی عمر میں بچے اچھے اور بُرے کے درمیان تمیز کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی ایسے بچے کو غلط حرکت کرتا دیکھتے تو اُسے پیار، شفقت اور اچھے انداز میں سمجھاتے تھے۔ اُن کو بتاتے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا۔ یہ نہیں کہ اُنھیں ڈانٹتے ڈپٹتے یا دوسروں کے سامنے ذلیل کرتے۔

عملی نمونہ پیش کرنا ماں باپ جو اپنی اولاد کی دینی، دنیاوی، روحانی اور اخلاقی تربیت کرنا چاہتے ہیں انہیں چاہیے کہ اچھی عادات و اچھے اخلاق اپنائیں کیونکہ بچے نصیحت اور باتوں سے اتنا نہیں سیکھتے جتنا وہ اپنے بڑوں کو دیکھ کر سیکھتے ہیں اگر والدین خود اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے تو ان کو دیکھ کر بچوں میں بھی دینی شعور بیدار ہو گا۔

دینی تعلیم و اخلاقی تربیت آپ کی اولاد صرف آپ کے بچے ہی نہیں بلکہ اللہ کریم کے بندے اور امتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے افراد ہیں، امتِ مسلمہ کا قیمتی سرمایہ ہیں، قوم کی طاقت ہیں اس لیے والدین کی اہم ذمہ داری ہے کہ ان بچوں کو اپنے فرائضِ منصبی سے آگاہ کریں، ان کے اندر دینی روح پھونکیں۔ اس کے لیے دین کی بنیادی تعلیم دینا نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا بچے کی ذہنی سطح کے مطابق توحید و رسالت اور دیگر بنیادی عقائد کو دل و دماغ میں پختہ کیا جائے جن کے ماننے سے ایک انسان صحیح العقیدہ عاشقِ رسول مومن بنتا ہے اس کے ساتھ ساتھ آدابِ زندگی سکھانے اور اخلاق و کردار کو سنوارنے پر مکمل توجہ دینی چاہیے چنانچہ اس سلسلے میں آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت مبارکہ ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔

حضرت عُمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں جب چھوٹا تھا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ کھانا تناول کرتے ہوئے میرا ہاتھ برتن میں ادھر اُدھر چلا جاتا تھا۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے لڑکے! اللہ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔(7)

بچوں سے محبت و شفقت بچوں سے محبت و شفقت نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خاص وصف رہا ہے۔ چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کندھوں پر بٹھایا ہوا ہے اور آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرما رہے ہیں: اے اللہ! میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔(8)

محبت، شفقت و نرمی اولاد کا بنیادی حق ہے۔ حضور سید عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بچوں پر بہت ہی شفیق تھے بچوں کو سلام میں پہل کرتے، ان کو گلے لگاتے، منہ چومتے، پیار سے سونگھتے ان کی نرمی و محبت سے تربیت فرماتے، لہٰذا اس سلسلے میں نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنی اولاد کی تربیت پیار، محبت و نرمی سے کی جائے ورنہ بے جا سختی اور وقت بے وقت کی ڈانٹ ڈپٹ بچوں کو ڈھیٹ و نافرمان بنا دیتی ہے۔ سب کے سامنے ڈانٹ کر سمجھانا بچوں کو ذلیل کرنے کے مترادف ہے۔ بچوں کی تربیت ان کی عمر اور ذہنی سطح کے اعتبار سے مرحلہ وار کی جائے جیسے جیسے بچوں کی عمر بڑھتی جائے ویسے ہی ان کی تربیت کا معیار بھی بڑھتا جائے۔

بچوں کی تربیت میں ان کی نفسیات کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے حکمتِ عملی کے ساتھ ان کے اندر پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کیا جائے عمدہ کام کرنے پر حوصلہ افزائی کرکے مزید آگے بڑھایا جائے غیر شرعی و نامناسب کاموں پر نرمی سے منع کرتے ہوئے ایسے کاموں کی برائی بتائی اور سمجھائی جائے۔ گھر میں تلاوتِ قراٰن،

درود شریف اور ذکر اذکار بچوں کے سامنے کریں بچوں کو ان عبادتوں کی عملی ترغیب ملے گی۔

الغرض یہ کہ والدین بچوں کو اللہ کریم کا فرمانبر دار بندہ، نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا وفادار امتی اور خاندان اور معاشرے کا مفید انسان بنانے میں اپنی تمام صلاحیتوں کو استعمال کریں تا کہ دین وملت کو با مقصد، با اخلاق و با کر دار افراد مہیا کر سکیں کہ نیک اولاد بہترین صدقہ جاریہ ہے۔

اس کے لیے قراٰنی دعاؤں سے بھی راہنمائی حاصل کیجیے۔ چنانچہ قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ﳓ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ(۴۰) رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ(۴۱)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے میرے رب مجھے نماز کا قائم کرنے والا رکھ اور کچھ میری اولاد کو اے ہمارے رب اور میری دعا سن لے اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہو گا۔(9)

بچوں کی حفاظت اور عمدہ تعلیم و تربیت کے لیے عملی اقدامات کے ساتھ دعا سے ہر گز غفلت نہ برتیں ان کے نیک و صالح ہونے کی دعا بھی لازمی کرتے رہیں۔

تربیتِ اولاد میں ماں کا کردار تربیتِ اولاد کی زیادہ ذمہ داری ماں پر آتی ہے کہ بچے کا اکثر وقت ماں کے ساتھ ہی گزرتا ہے عموماً وہی بچے کو اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا کھانا پینا سکھاتی ہے لہٰذا ابتدا ہی سے بچے کو یہ سب امور سنت کے مطابق کرنے کی عملی طور پر ترغیب دلاتی رہے۔

ماں کو چاہیے اپنے بچوں کو اللہ کریم کی محبت و معرفت سکھائے ارد گرد موجود چیزوں کے متعلق بتائے کہ انہیں اللہ کریم نے ہمارے استعمال کے لیے پیدا فرمایا ہے وہ اپنی مخلوق سے بہت محبت کرتا ہے دنیا کی سب سے بڑی طاقت اللہ کریم کی محبت اور رسول پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا عشق ہے اسی لیے ایک مسلمان والدہ کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو کامل مومن بنائے اور تکمیلِ ایمان کے لیے محبتِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شرط ہے لہٰذا بچپن ہی سے عشقِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اولاد کے سینوں میں بسادے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے شکست نہ دے سکے۔

اسی لیے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اپنی اولاد کو تین باتوں کی تعلیم دو: 1 اپنے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت 2 اپنے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اہلِ بیت کی محبت اور 3 قراٰن کی تلاوت۔(10)

مائیں بچوں کو سنائیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے تعداد کی کمی کے باوجود دشمنانِ اسلام کے سامنے کس قدر شجاعت و بہادری کا مظاہرہ کیا، ان کے ننھے منے دل و دماغ میں اسلام کی حقانیت کا ایسا سکہ جمادیں کہ وہ زندگی کے ہر موڑ پر اسلام کی خاطر مر مٹنے کے لیے تیار رہیں۔

تربیت کرنے والوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ خود بھی سیرتُ النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مطالعہ کریں اور بچوں کو بھی سیرت کی کتب خرید کر دیں ان کے سامنے پڑھیں اور سیرتِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے واقعات و معجزات بچوں کے سامنے کہانی کی صورت میں بیان کریں۔

اس لیے تمام والدین اور سر پرستوں کو چاہیے کہ وہ وقتاً فوقتاً سیرتِ نبوی کا مطالعہ کرتے رہیں، تاکہ اُن پر یہ واضح ہو سکے کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بچوں کے ساتھ کس قسم کا انداز رکھا، اور پھر اس کی روشنی میں وہ بچوں کی صلاح و فلاح کے لیے راستے ہموار کریں۔

اللہ پاک والدین کو تربیتِ اولاد کے اس فریضے کو اَحسن طریقے سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مشکاۃ المصابیح، 1/67، حدیث: 257 (2) ترمذی، 3/382، حدیث: 1958 (3) مراٰۃ المناجیح، 6/564 (4) مسلم، ص547، حدیث: 3334 ملتقطاً (5) جامع صغیر، ص277، رقم: 4525 (6) ابو داود، 1/208، حدیث: 494 (7) بخاری، 3/70، حدیث: 5376 (8) مسلم، ص1013، حدیث: 6259 (9) پ13، ابراھیم: 40، 41 (10) جامع صغیر، ص25، رقم: 311۔

اسلامی بہنوں کا | ماہنامہ فیضانِ مدینہ

چھوٹی بچیوں پر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شفقتیں

بنتِ منصور عطاریہ مدنیہ*

آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے لیے رحمت بن کر اس دنیا میں تشریف لائے ہیں، آپ کی تشریف آوری سے دورِ جاہلیت کے کثیر غلط رواج آپ کے صدقے ختم ہو گئے۔ آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دریائے رحمت سے نا صرف بڑوں نے حصہ پایا بلکہ بچیوں کو بھی حصہ ملا۔ آپ اپنی شہزادیوں کی طرح خاندان کی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بچیوں سے بھی بہت محبت فرماتے، وقتاً فوقتاً بچیوں کو تحفے عطا فرماتے اور ان کو دعاؤں سے بھی نوازتے جیسا کہ حضرت اُمِّ خالد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس کپڑے آئے جن میں ایک سیاہ چادر تھی، آپ نے فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے، یہ چادر ہم کس کو پہنائیں؟ پس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرے پاس اُمِّ خالد کو لاؤ، پس مجھے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس لایا گیا تو آپ نے اپنے مبارک ہاتھ سے مجھے وہ چادر پہنائی اور دو مرتبہ فرمایا: تم اس کو بوسیدہ کرو اور پرانا کرو، پھر آپ اس چادر کے نقش و نگار کی طرف دیکھنے لگے اور ہاتھ سے میری طرف اشارہ کر کے فرمارہے تھے: اُمِّ خالد یہ بہت عمدہ ہے۔(1) یاد رہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت اُمِّ خالد چھوٹی بچی تھیں۔(2) نیز یتیم بچیوں کی دل جوئی فرماتے اور ان کو بھی تحائف عطا فرماتے اور ان کی پرورش بھی فرمایا کرتے جیسے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کی یتیم بچیوں کی شفقت و محبت سے پرورش فرمائی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان بچیوں کو سونے کی خوبصورت بالیاں پہنائیں جن میں قیمتی موتی لگے ہوئے تھے(3) اسی طرح حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنی ننھی نواسی حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا سے بھی بے حد پیار فرماتے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہی ان کی پرورش فرمائی۔ ایک مرتبہ بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں ہدیہ پیش کیا گیا جس میں ایک قیمتی ہار بھی تھا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یہ میں اسے دوں گا جو مجھے بہت پیارا ہے۔ پھر آپ نے حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں پہنا دیا۔(4) اسی طرح بچیوں کو محبت سے پکارتے تھے حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا جب حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نکاح مبارک میں آئیں تو ان کی ایک بیٹی زینب دودھ پیتی

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ گرلز

تھیں، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لاتے تو بڑی محبت سے پوچھتے: زُناب کہاں ہے؟ زُناب کہاں ہے؟[5]

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مکہ سے جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو بنو نجار کی چھوٹی بچیاں خوشی اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے قصیدہ پڑھنے لگیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ

یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

یعنی ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں اور حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے کتنے ہی اچھے ہمسائے ہیں۔

آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک جانتا ہے میں تم سے محبت کرتا ہوں۔[6]

آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی سے ملنے والے درس:

۞ بچیوں کی تربیت خوب شفقت و نرمی کے ساتھ کی جائے ان پر اپنا مال خرچ کیا جائے ان کی ضروریات کو اَحسن انداز سے پورا کیا جائے۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

۞ اگر کبھی کوئی بات ناگوار گزرے تو جھاڑ جھپٹ کی جگہ بہتر انداز اختیار کیا جائے، یا خاموشی اختیار کرکے احساس دلایا جائے۔

۞ بچیوں کو آخرت پر توجہ دلائی جائے، نماز روزے، لباس و پردے کے شرعی احکام سکھانے کا اہتمام کیا جائے۔

۞ بچیوں کو دنیا کی ذلت نہیں بلکہ آخرت کی عزت جانیں، ان کی شادی سے قبل بھی احسن سلوک کریں اور بعد شادی بھی احسن انداز اختیار کریں۔ ایسا نہ ہو کہ رخصت کرکے بھول گئے بلکہ ان کے پاس جائیں تو کبھی ان کو بلائیں۔ آنا جانا رکھیں، بعد شادی بھی ان کی ضروریات کا خیال رکھیں، کچھ اچھا پکائیں یا گھر لائیں تو ان کو بھی اپنی استطاعت کے مطابق بھیجیں، ان کی حاجت کا علم ہو تو پیش کریں، بیمار ہوں تو عیادت کو جائیں، نیز جب بیٹیاں ملاقات کے لیے گھر آئیں تو محبت سے خوش آمدید کہیں اور تحفے بھی ہو سکے تو پیش کریں۔

۞ اگر بعد شادی بھی بیٹی کے ہاں کوئی پریشانی آ جائے مثلاً بیوہ ہو جائے یا طلاق تو اس کو بوجھ نہ سمجھیں بلکہ تب بھی احسن انداز اختیار فرمائیں، طعن و تشنیع نہ فرمائیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا میں تم کو بہترین صدقہ پر رہبری نہ کروں، تمہاری وہ بیٹی جو تم تک لوٹا دی جائے، تمہارے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہ ہو۔[7] یعنی تمہاری وہ بیٹی جس کا خاوند فوت ہو گیا یا پاگل دیوانہ ہو گیا یا گم ہو گیا یا اس نے طلاق دے دی مگر لڑکی کسی مجبوری کی وجہ سے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی یا اسے اچھا رشتہ ملتا نہیں اس لیے مجبوراً وہ میکے میں آ گئی اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اس کی پرورش کرنا بہترین صدقہ ہے کہ وہ اب بے آس ہو کر تمہارے سہارے پر تمہارے پاس آئی۔[8]

الحاصل:

حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بچیوں سے محبت، عزت اور شفقت نہ صرف ایک اخلاقی عمل ہے بلکہ نجات کا ذریعہ بھی ہے۔ آج کے معاشرے کو چاہیے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت کو نمونہ بنا کر بچیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کو فروغ دے۔ سیرتِ مصطفےٰ میں بچیوں کے لیے محبت کی وہ روشنی ہے جو ہر دور میں مشعلِ راہ ہے۔

اللہ پاک ہمیں سمجھ بوجھ عطا فرمائے کہ ہم اپنی بچیوں کے ساتھ احسن سلوک کریں۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 4/63، حدیث: 5845 (2) دیکھئے: بخاری، 2/581، حدیث: 3874 (3) دیکھئے: طبقات ابن سعد، 8/349 (4) مسند احمد، 41/232، حدیث: 24704 (5) سنن کبریٰ للنسائی، 5/294، حدیث: 8926 (6) ابن ماجہ، 2/439، حدیث: 1899 (7) ابن ماجہ، 4/188، حدیث: 3667 (8) مراٰۃ المناجیح، 6/584۔

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

1 حالتِ احرام میں عورت کے سر کے کچھ بال کھل جائیں تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر عورت احرام کی حالت میں ہو اور اس کے سر کے بالوں سے سکارف وغیرہ ہٹ جائے اور اس کے بال نظر آنا شروع ہو جائیں، پھر معلوم ہونے پر عورت ان بالوں کو چھپالے، تو اب اس عورت کے لیے کیا حکم ہو گا؟ اس پر دم یا صدقہ وغیرہ لازم ہو گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

عورت کے بال ستر میں شامل ہیں اور احرام کی حالت میں ستر کھل جائے، تو کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ البتہ نامحرم کے سامنے جان بوجھ کر ستر کا کوئی بھی حصہ ظاہر کرنا حرام ہے اور تمام احتیاط کے ساتھ بال چھپائے تھے لیکن کب ظاہر ہوئے معلوم نہیں ہوا تو اس کا مواخذہ نہیں۔

واضح رہے طواف کوئی بھی ہو مرد و عورت کو اپنی تفصیل کے مطابق جو بھی ستر کے اعضاء ہیں ان کا چھپانا واجب ہے۔ اور کھلنے والے حصے کی مقدار اور طواف کی اقسام کو لے کر کفارہ ہونے یا نہ ہونے اور اس کی اقسام میں کافی تفصیل ہے۔

(الہدایہ، 1/277- بہار شریعت، 1/483)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 عورت حق مہر کی رقم کی زکوٰۃ کب ادا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری شادی کو آٹھ سال ہو چکے ہیں، میرا حق مہر پچاس ہزار تھا جو ابھی تک میرے شوہر نے ادا نہیں کیا اور نہ ہی میں نے مانگا ہے، میں صاحبِ نصاب ہوں اور ہر سال زکوٰۃ ادا کرتی ہوں، سوال یہ ہے کہ حق مہر کا پچاس ہزار جو مجھے نہیں ملا، وہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت نصاب میں شامل کروں گی یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں حق مہر جو ابھی تک ادا نہیں کیا گیا، فقہی اعتبار سے وہ دینِ ضعیف ہے اور دین ضعیف میں زکوٰۃ اس وقت لازم ہوتی ہے جب اس پر قبضہ کرنے کے بعد سال گزر جائے یا اس جنس کا کوئی اور نصاب موجود ہو اور اس پر سال مکمل ہو جائے، لہٰذا حق مہر جب تک آپ کو وصول نہیں ہو جاتا، نصاب میں شامل نہیں ہو گا۔ ہاں آپ کو حق مہر وصول ہو گیا، تو جس دن سے آپ کے قبضہ میں آئے گا شمارِ زکوٰۃ میں آئے گا یعنی اگر آپ پہلے سے صاحبِ نصاب تھیں تو یہ مال بھی دیگر مالِ زکوٰۃ کے ساتھ ملا لیا جائے گا اور اسی کے سالِ تمام پر کل کی زکوٰۃ لازم ہو گی جبکہ زکوٰۃ کی دیگر شرائط پائی جائیں۔ اگر پہلے سے صاحبِ نصاب نہ تھیں تو جس دن سے مہر وصول ہُوا اگر بقدرِ نصاب ہے اُسی وقت سے سال شروع ہوا جب سال مکمل ہو گا اس وقت اس کی زکوٰۃ دینی ہو گی جبکہ زکوٰۃ کی شرائط پائی جائیں۔ (تحفۃ الفقہاء، 1/295- البحر الرائق شرح کنز الدقائق، 2/223- فتاویٰ رضویہ، 10/162- بہارِ شریعت، 1/906)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

*محقق اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

ربیعُ الاوّل کے چند اہم واقعات

تاریخ/ماہ/سن	نام/واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
5ربیعُ الاوّل 50ھ	یومِ شہادت نواسۂ رسول، حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ اور "امام حسن کی 30 حکایات"
10ربیعُ الاوّل 10ھ	یومِ وِصال حضرت ابراہیم ابنِ رسول اللہ رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1440ھ، اور "سیرتِ مصطفٰی، صفحہ 688"
12ربیعُ الاوّل 241ھ	یومِ وِصال حنبلیوں کے عظیم پیشوا حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ اور "فیضانِ امام احمد بن حنبل"
13ربیعُ الاوّل 227ھ	یومِ عرس مشہور ولیُّ اللہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1440ھ
14ربیعُ الاوّل 94ھ	یومِ وِصال اسیرِ کربلا حضرت امام زینُ العابدین رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ اور "ارشاداتِ امام زینُ العابدین"
14ربیعُ الاوّل 179ھ	یومِ وِصال مالکیوں کے عظیم پیشوا حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ اور "امام مالک کا عشقِ رسول"
17ربیعُ الاوّل 1235ھ	یومِ عرس شاہ آلِ احمد اچھے میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ
21ربیعُ الاوّل 1052ھ	یومِ وِصال حضرت علّامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ اور 1440ھ
22/27ربیعُ الاوّل 656ھ	یومِ عرس محی الدین ابو نصر محمد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ
ربیعُ الاوّل 12ھ	جنگِ یمامہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ ہوئی جس میں 1200 صحابۂ کرام شہید ہوئے اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح عطا فرمائی۔	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ اور "فیضانِ صدیقِ اکبر، صفحہ 381 تا 390"
ربیعُ الاوّل 50ھ	وِصالِ مبارکہ اُمُّ المؤمنین حضرت بی بی جُوَیریہ رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الاوّل 1439ھ، 1441ھ اور "فیضانِ امہاتُ المؤمنین"

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِین بِجاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

پَنْدَرَہ[1] سوواں نبیِّ پاک کا میلاد ہے

از: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

ہر خوشی، ہر عید، ہر فَرحَت[2] کی جو بُنیاد ہے　　پَنْدَرَہ سوواں نبیِّ پاک کا میلاد ہے
جھومتے ہیں سب مسلماں، دل سبھی کا شاد[3] ہے　　پَنْدَرَہ سوواں نبیِّ پاک کا میلاد ہے
فَضلِ رب سے آج تو ہیں بارِشیں اَنوار کی　　پَنْدَرَہ سوواں نبیِّ پاک کا میلاد ہے
ہو مُبارک اے محمد مصطَفٰی (صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے عاشِقو!　　پَنْدَرَہ سوواں نبیِّ پاک کا میلاد ہے
ہر طرف جھنڈے لگاؤ، روشنی گھر گھر کرو　　پَنْدَرَہ سوواں نبیِّ پاک کا میلاد ہے
مرحبا صَلِّ عَلٰی کی دھوم ہے چاروں طرف　　پَنْدَرَہ سوواں نبیِّ پاک کا میلاد ہے
خوب نعتیں گُنگُناؤ، اور پڑھو اُن پر دُرود　　پَنْدَرَہ سوواں نبیِّ پاک کا میلاد ہے
سارے عاشق جشنِ میلادُ النَّبی سے شاد ہیں　　ہاں مگر شیطاں بہت غمگین ہے ناشاد[4] ہے
وہ مسلماں لاجَرَم[5] حقدار ہے فِردَوس[6] کا　　جس کا دل یادِ رسولِ پاک سے آباد ہے
یارسولَ اللہ! رَحْمت کی نظر فرمائیے!　　آفتوں میں گِھر گیا کمزور خانہ زاد[7] ہے
دو جہاں میں کامیابی، اُس کے چومے گی قدم　　مَشْغَلَہ جس کا خدا و مصطَفٰی کی یاد ہے
جو کرے پیارے نبی کی شان میں گُستاخیاں　　اُس کی دنیا اور اُس کی آخرت برباد ہے
تُو یتیموں اور غریبوں کا ہے ہَمدم یا نبی!　　فضلِ رب سے تو سخی سرکار ہے جوّاد ہے
حج کروں، کعبے کے جلووں سے ہو ٹھنڈی آنکھ پھر　　طَیبہ آؤں یاد سے جس کی یہ دل آباد ہے
فَضلِ مولا سے ملیں گی خوب تُجھ کو برکتیں　　کیوں کہ گھر پر آج تیرے محفلِ میلاد ہے

حَشْر کا میدان ہے، تشویش[8] ہے عطّاؔر کو
جُرم کے دفتر کھلے ہیں، آپ سے فریاد ہے

۱: پَن۔دَ۔رَہ (اردو لغت تاریخی اصول پر ج ٤ ص ٢٢٥)۔ ۲: خوشی۔ ۳: خوش۔ ٤: ناخوش۔ ۵: بےشک۔
٦: باغ (سب سے اعلیٰ جنّت کا نام) ۷: مالِک کے گھر پیدا ہونے والا غُلام۔ عاجزی کا لفظ۔ ۸: پریشانی۔ بےچینی۔

وضاحت: اس کلام کا مَطْلَع ایک شاعِرِ اسلامی بھائی کا موزوں کیا ہوا ہے۔ عطّاؔر　　(٢٦ محرم شریف ١٤٤٧ھ۔ 20.7.25)

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔
بینک کا نام: MCB **اکاؤنٹ ٹائٹل:** DAWAT-E-ISLAMI TRUST **بینک برانچ:** MCB AL-HILAL SOCIETY، **برانچ کوڈ:** 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196　　**اکاؤنٹ نمبر:** (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

978-969-722-842-3
01130318
فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net
MAKTABA TUL MADINAH